حصہ سوئم

تنبیہات

اہم موضوعات اور من گھڑت روایات کی تحقیق

مفتی عبد الباقی اخونزادہ

www.youtube.com/c/MuftiOnlineByMuftiAbdulbaqi
www.t.me/muftionlinebymuftiabdulbaqi

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تنبیہات

اہم موضوعات اور من گھڑت روایات کی تحقیق

☆حصہ سوئم☆

مفتی عبد الباقی اخونزادہ

فہرست

تعارف

مفتی عبد الباقی اخونزادہ صاحب نے ۱۹۹۴ میں جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاون۔ کراچی سے درسِ نظامی کی تعلیم مکمل کی۔ جس کے بعد ۱۹۹۴۔۱۹۹۵ میں اس ہی ادارے سے تخصص فی الفقہ کیا۔ بعد ازاں ۲۰۰۱۔۲۰۰۴ تک جامعہ دارلعلوم کراچی سے تمرینِ افتاء کیا اور وفاقی اردو یونیورسٹی سے تاریخِ اسلام میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی۔ اس وقت مفتی صاحب جامعہ اسلامیہ رضیہ للبنات۔ سائیٹ کراچی میں مہتمم کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

اس کے علاوہ مفتی صاحب واٹس ایپ کے گروپس میں شرعی سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔

اور مفتی صاحب کی یوٹیوب کے چینل پر مختلف سوالات کے جوابات اپلوڈ کیئے جاتے ہیں۔

Mufti Online by Mufti Abdul Baqi

YouTube http://YouTube.com/c/MuftiOnlineByMuftiAbdulBaqi

مفتی صاحب کے ٹیلی گرام چینل کا لنک

http://T.me/muftionlinebymuftiabdulbaqi

مفتی صاحب کا واٹس ایپ نمبر

+92-333-8129000

پیش لفظ

یہ کتاب مفتی عبد الباقی اخونزادہ صاحب کی طرف سے اہم موضوعات اور احادیث کی صداقت کے حوالے سے کوششوں کا نتیجہ ہے۔ وہ اہم موضوعات اور احادیث جو کہ دورِ حاضر میں خصوصاً سوشل میڈیا پر زبان زدِ عام ہیں ان کی تحقیق کی گئی ہے کہ آیا وہ صحیح ہیں یا غلط۔ توجہ طلب بات یہ ہے کہ اکثر اوقات سوشل میڈیا پر شیئر کیئے جانے والے موضوعات اور احادیث کی جب تحقیق کی جاتی ہے تو وہ ضعیف، غیر مستند اور من گھڑت ہوتی ہیں۔ جس سے عوام الناس لاعلمی کے باعث جھوٹ کے پھیلانے کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اس ضرورت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مفتی صاحب نے یہ سلسلہ شروع کیا تاکہ عام مسلمان اور خصوصاً علماء کرام اس کتاب سے استفادہ حاصل کریں۔ اس کتاب میں مفتی صاحب کی اہم موضوعات اور احادیث کی حوالے سے کی گئی تحقیق کو شامل کیا گیا ہے۔ اگر آپ احباب میں سے کسی کو اس کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو براہ مہربانی اس کی نشاندہی ضرور فرمائیں۔

تنبیہات سلسلہ نمبر 101

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو

سوال: محترم مفتی صاحب ! ہم شروع سے یہ بات سنتے آئے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا تھا لیکن اب ایک دو علمائے کرام سے سنا ہے کہ آپ علیہ السلام پر جادو والی بات درست نہیں.
برائے مہربانی اس کی وضاحت فرمائیں.

الجواب باسمہ تعالی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہونے کی روایات صحیحین میں موجود ہیں اور پوری امت کے محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ روایات صحیح ہیں، لہذا ان روایات کا انکار محض جہالت کے سوا کچھ نہیں.

بخاری اور مسلم شریف کی روایت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ علیہ السلام پر جادو ہوا اور آپ کو لگتا تھا کہ آپ کچھ کر رہے ہیں یا کر چکے ہیں لیکن ایسا نہیں ہوتا تھا. ایک دن آپ علیہ السلام نے خوب دعا مانگی اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالی نے میرے معاملے میں مجھے آگاہ فرمادیا کہ میری شفا کس چیز میں ہے. میرے پاس دو آدمی آئے، ایک میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پیروں کے پاس، پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس شخص کو کیا بیماری ہے؟ تو دوسرے نے کہا کہ اس پر جادو ہوا ہے، تو پہلے نے پوچھا: کس چیز میں جادو کیا گیا ہے؟ تو دوسرے نے کہا کہ کنگھی اور کنگھی سے نکلے ہوئے بالوں میں اور نر کھجور کے گودے میں، تو پہلے شخص نے پوچھا: وہ کہاں ہے؟ تو دوسرے نے کہا کہ ذروان کنویں میں ہے.

آپ علیہ السلام اس کنویں کی طرف تشریف لے گئے اور پھر جب واپس آئے تو حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا کہ وہاں کی کھجوریں گویا شیطان کے سر تھے (گویا بڑا خوفناک منظر تھا). حضرت عائشہ نے پوچھا: کیا آپ نے وہ چیزیں نکالیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، مجھے اللہ تعالی نے شفا دی، مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کے تذکرے لوگوں میں عام نہ ہو جائیں (اور لوگ پریشان نہ ہوں)؟ پھر اس کنویں کو بند کر دیا گیا.

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: "سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ، حَتَّى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا، وَدَعَا ثُمَّ قَالَ: أَشَعَرْتِ أَنَّ اللهَ أَفْتَانِي فِيمَا فِيهِ شِفَائِي؟ أَتَانِي رَجُلانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلآخَرِ: مَا وجعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ؟ قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الأَعْصَمِ. قَالَ: فِيمَاذَا؟ قَالَ: فِي مُشُطٍ وَمُشَاقَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ. قَالَ فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ. فَخَرَجَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجعَ فَقَالَ لِعَائِشَةَ حِينَ رَجَعَ: نَخْلُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ. فَقُلْتُ: اسْتَخْرَجْتَهُ؟ فَقَالَ: لا، أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللهُ، وَخَشِيتُ أَنْ يُثِيرَ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا، ثُمَّ دُفِنَتْ الْبِئْرُ". [رواه البخاري (3268) ومسلم (2189)]

حدیث کے چند الفاظ کے معانی:

مطبوب: مسحور.

مطبوب کا معنی جادو کیا گیا.

مُشط: آلة تسريح الشعر. کنگھی.

مشاقة أو مشاطة: ما يسقط من الشعر. (وہ بال جو کنگھی میں پھنس جاتے ہیں)

- علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ صحیح بخاری میں ابن عیینہ کی جو روایت ہے اس میں اس بات کی وضاحت ہے کہ آپ علیہ السلام کو لگتا تھا کہ گویا آپ اپنے گھر والوں سے ملے ہیں لیکن در حقیقت ایسا نہیں ہوتا تھا.

  قلت (أي ابن حجر): وهذا قد ورد صريحاً في رواية ابن عيينة عند البخاري، ولفظه: "حتى كان يرى (أي: يظن) أنه يأتي النساء ولا يأتيهن". وفي رواية الحميدي: "أنه يأتي أهله ولا يأتيهم."

- قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ جادو کا اثر صرف جسم پر تھا نہ کہ آپ کے علم اور اعتقاد پر.

  قال القاضی عياض: فظهر بهذا أن السحر إنما تسلط على جسده وظواهر جوارحه لا على تمييزه ومعتقده.

- امام مہلب کا قول ہے کہ آپ علیہ السلام کو شیطانوں سے محفوظ کیا گیا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ شیطان اپنے وسوسے اور خباثتیں نہیں کرسکتے، کیونکہ صحیح روایات میں ہے کہ شیطان نے آپ علیہ السلام کی نماز کو خراب کرنا چاہا تو اللہ

تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اس پر غلبہ عطا فرمایا، اسی طرح جادو آپ کی تبلیغی زندگی کو متاثر نہیں کر سکا، البتہ جیسے سارے امراض جسم کو متاثر کرتے ہیں اسی طرح جادو نے آپ کے جسم کو متاثر کیا کہ کچھ بات چیت یا افعال میں آپ کو دشواری پیش آئی.

وقال المهلب: صون النبي صلى الله عليه وسلم من الشياطين لا يمنع إرادتهم كيده. ففي الصحيح أن شيطاناً أراد أن يفسد عليه صلاته فأمكنه الله منه، فكذلك السحر، ما ناله من ضرره لا يدخل نقصا على ما يتعلق بالتبليغ، بل هو من جنس ما كان يناله من ضرر سائر الأمراض من ضعف عن الكلام، أو عجز عن بعض الفعل، أو حدوث تخيل لا يستمر، بل يزول ويبطل الله كيد الشياطين. (فتح الباري:10/226، 227)

- علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہود نے آپ علیہ السلام پر جادو کیا اور آپ علیہ السلام نے اس کا علاج کیا.

بعض لوگ اس کو نبوت کی شان کے خلاف سمجھتے ہیں حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے بلکہ جیسے اور امراض لاحق ہو سکتے ہیں ویسے ہی یہ بھی ایک مرض کی طرح لاحق ہوا، اور جیسے زہر نے آپ علیہ السلام پر اثر کیا تھا ایسے ہی جادو نے بھی اثر کیا، لیکن اس جادو نے صرف آپ علیہ السلام کی ظاہری زندگی کو متاثر کیا تھا نہ کہ نبوی امور کو، کیونکہ امور نبوت کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما رکھا ہے.

وقال ابن القيم رحمه الله: هديه صلى الله عليه وسلم في علاج السحر الذي سحرته اليهود به: قد أنكر هذا طائفة من الناس، وقالوا: لا يجوز هذا عليه؟ وظنُّوه نقصاً وعيباً، وليس الأمر كما زعموا، بل هو من جنس ما كان يعتريه من الأسقام والأوجاع، وهو مرض من الأمراض، وإصابته به كإصابته بالسم لا فرق بينهما

- وقد ثبت في الصحيحين عن عائشة رضي الله عنها أنها قالت: "سُحِر رسول الله حتى إن كان ليخيَّل إليه أنه يأتي نساءه ولم يأتهن، وذلك أشد ما يكون من السحر."
- قال القاضي عياض: والسحر مرض من الأمراض، وعارض من العلل، يجوز عليه كأنواع الأمراض مما لا يُنكر، ولا يَقدح في نبوته.
- وأما كونه يخيَّل إليه أنه فعل الشيء ولم يفعله: فليس في هذا ما يُدخل عليه داخلة في شيء من صدقه؛ لقيام الدليل والإجماع على عصمته من هذا، وإنما هذا فيما يجوز أن يطرأ عليه في أمر دنياه التي لم يُبعث لسببها، ولا فُضِّل من أجلها، وهو فيها عُرضة

للآفات كسائر البشر، فغير بعيد أنه يخيَّل إليه مِن أمورها ما لا حقيقة له ثم ينجلي عنه كما كان. (زاد المعاد:124/4)

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہاں پر ہم علامہ عینی حنفی کی عبارت پیش کرتے ہیں، جس سے تمام شکوک وشبہات دور ہوجاتے ہیں، عینی حنفی لکھتے ہیں:

ترجمہ: بلاشبہ اس جادو نے نبی اکرم ﷺ کو ضرر پہنچایا، لیکن وحی میں سے کوئی چیز متغیر نہیں ہوئی، نہ ہی شریعت میں کوئی مداخلت ہوئی، پس تخیل اور وہم میں سے ایک چیز رسول اللہ ﷺ کو لاحق ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسی حالت پر نہیں چھوڑا، بلکہ آپ کو اس سے محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ اس کا تدارک بھی کیا، آپ کو جادو کی جگہ بھی بتائی، اس کو نکالنے کا بھی پتہ دیا اور آپ پر سے اس کو ختم کیا، جس طرح کہ بکری کے شانے کے گوشت کے بولنے کے ساتھ اس کے زہر کو آپ سے دور کیا تھا، تیسری بات یہ ہے کہ جادو آپ کے ظاہر پر ہوا تھا، دل ودماغ اور اعتقاد پر نہیں، جادو امراض میں سے ایک مرض ہے اور بیماریوں میں سے ایک بیماری ہے، دوسری بیماریوں کی طرح آپ کو اس کا لاحق ہونا بھی ممکن ہے، لہٰذا یہ بات آپ کی نبوت میں کوئی عیب پیدا نہیں کرتی، دنیاوی معاملات میں آپ پر اس کا اثر ممکن ہے، دوسرے انسانوں کی طرح دنیاوی معاملات میں آپ ﷺ پر بھی آفات آسکتی ہیں۔ (عمدۃ القاری از عینی:۱۶/۹۸)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

مولانا اشرف علی تھانویؒ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کے اثر اور علاج کو معوذتین کا شان نزول قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرت جبرائیل علیہ السلام سورتیں پڑھنے لگے، ایک ایک آیت پر ایک ایک گرہ کھل گئی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل شفا ہوگئی۔

مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کسی نبی یا پیغمبر پر جادو کا اثر ہوجانا ایسا ہی ممکن ہے جیسا کہ بیماری کا اثر ہوجانا، اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام بشری خواص سے الگ نہیں ہوتے، جیسے ان کو زخم لگ سکتا ہے، بخار اور درد ہوسکتا ہے، ایسے ہی جادو کا اثر بھی ہوسکتا ہے، کیونکہ وہ بھی خاص اسباب طبعیہ جنات وغیرہ کے اثر سے ہوتا ہے، اور حدیث سے بھی ثابت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کا اثر ہوگیا تھا.

آخری آیت میں جو کفار نے آپ کو "مسحور" کہا اور قرآن نے اس کی تردید کی، اس کا حاصل وہی ہے جس کی طرف خلاصہ تفسیر میں اشارہ کر دیا گیا ہے، ان کی مراد در حقیقت "مسحور" کہنے سے مجنون کہنا تھا، اس کی تردید قرآن نے فرمائی ہے، اس لئے حدیثِ سحر اس کے خلاف اور متعارض نہیں۔ (معارف القرآن: ۵/۴۹۰-۴۹۱)

مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

لفظِ مسحور سے جو مطلب وہ (کفار) لیتے تھے، اس کی نفی سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی پر کسی قسم کا سحر (جادو) کا کسی درجہ میں عارضی طور پر بھی اثر نہ ہو سکے، یہ آیت مکی ہے، مدینہ میں آپ پر یہود کے جادو کرانے کا واقعہ صحاح میں مذکور ہے، جس کا اثر چند روز تک اتنا رہا کہ بعض دنیاوی کاموں میں کبھی کبھی ذہول (بھول) ہو جاتا تھا۔ (تفسیر عثمان)

جناب محمد حسین نیلوی مماتی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

ایک یہودی نے آپ پر جادو بھی کیا تھا۔ (الادلۃ المنصوصۃ از نیلوی: ۹۴)

احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

جادو اور اس کی تاثیر حق ہے، دوسرے یہ کہ نبی کے جسم پر جادو کا اثر ہو سکتا ہے۔ (تفسیر نور العرفان، ص: ۹۶۵)

جادو کی مدت: (یہ جادو کتنے دن رہا؟)

اسکے بارے میں علماء کے چند اقوال ہیں:

۱. حافظ ابن حجر نے ایک روایت نقل کی ہے جس میں چالیس دن مذکور ہے۔

فقال الحافظ ابن حجر في فتح الباري: وقع في رواية أبي ضمرة عند الإسماعيلي: فأقام أربعين ليلة.

۲. ایک دوسری روایت میں ہے کہ چھ ماہ جادو رہا۔

وفي رواية وهيب عن هشام عند أحمد: ستة أشهر.

۳. بعض علماء فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اثرات چھ ماہ پہلے شروع ہو چکے ہوں اور پھر آخری چالیس دنوں میں پورا جادو ظاہر ہوا ہو۔

ويمكن الجمع: بأن تكون الستة أشهر من ابتداء تغير مزاجه، والأربعين يوما من استحكامه.

۴ . علامہ سہیلی کہتے ہیں کہ اسکی مدت کے بارے میں کوئی صحیح روایات ہمارے علم میں نہیں ہیں، البتہ ایک جگہ چھ ماہ کی بات کچھ راجح نظر آئی.

وقال السهيلي: لم أقف في شيء من الأحاديث المشهورة على قدر المدة التي مكث النبي صلى الله عليه وسلم فيها في السحر حتى ظفرت به في جامع معمر: عن الزهري: أنه لبث ستة أشهر. كذا قال، وقد وجدناه موصولا بإسناد الصحيح، فهو المعتمد.

۵ . مسند احمد میں بھی چھ ماہ والی روایت موجود ہے.

مسند الإمام أحمد في تحديد مدة الستة الأشهر، إنما هو من رواية معمر عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت: لبث رسول الله صلى الله عليه وسلم ستة أشهر يرى أنه يأتي ولا يأتي، فأتاه ملكان....الحديث.

خلاصہ کلام

آپ علیہ السلام پر جادو کے اثرات ہونے کے منکر یا تو صراحتا منکرین حدیث ہیں یا جاوید غامدی کی ذہنیت کے وہ لوگ جو شریعت کو اپنی عقل کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں اور جو بات ان کی سمجھ میں نہ آئے اس کا انکار کر بیٹھتے ہیں، جیسے ان صحیح روایات کا انکار کر دیا ہے، حالانکہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ واقعہ پیش آیا تھا اور پھر آپ علیہ السلام کا علاج ہوا.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبد الباقی اخونزادہ

۲ مارچ ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر 102

حجر اسود کی واپسی

سوال: مندرجہ ذیل واقعے کی تحقیق مطلوب ہے:

7 ذی الحجہ 317ھ کو بحرین کے حاکم ابوطاہر سلیمان قرامطی نے مکہ معظمہ پر قبضہ کرلیا، خوف و ہراس کا یہ عالم تھا کہ اس سال کو حج بیت اللہ نہ ہوسکا، کوئی بھی شخص عرفات نہ جاسکا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون.. یہ اسلام میں پہلا ایسا موقعہ تھا کہ حج بیت اللہ موقوف ہوگیا، اسی ابوطاہر قرامطی نے حجر اسود کو بیت اللہ سے نکالا اور اپنے ساتھ بحرین لے گیا۔ پھر بنوعباس کے خلیفہ مقتدر باللہ نے ابوطاہر کے ساتھ معاہدہ کرکے فیصلہ کیا اور تیس ہزار دینار دیئے اور حجر اسود خانہ کعبہ کو واپس کیا گیا۔ یہ واپسی 339ھ کو ہوئی، گویا کہ بائیس سال تک خانہ کعبہ حجر اسود سے خالی رہا، جب فیصلہ ہوا کہ حجر اسود کو واپس کیا جائے گا تو اس سلسلہ میں خلیفہ وقت نے ایک بڑے عالم محدث عبداللہ کو حجر اَسود کی وصولی کے لئے ایک وفد کے ساتھ بحرین بھجوایا۔

یہ واقعہ علامہ سیوطی کی روایت سے اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ جب شیخ عبداللہ بحرین پہنچے تو بحرین کے حاکم نے ایک تقریب کا اہتمام کیا جہاں حجر اسود کو ان کے حوالہ کیا گیا۔ اب انہوں نے ایک خوشبودار پتھر کو خوبصورت غلاف سے نکالا کہ یہ حجر اسود ہے اسے لے جائیں۔

محدث عبداللہ نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ حجر اسود میں دو نشانیاں ہیں، اگر اس میں یہ نشانیاں پائی جائیں تو یہ حجر اسود ہوگا ورنہ نہیں. ایک تو یہ کہ یہ ڈوبتا نہیں ہے، دوسری یہ کہ آگ سے بھی گرم نہیں ہوتا۔ اس پتھر کو جب پانی میں ڈالا گیا تو ڈوب گیا پھر اسے آگ میں ڈالا گیا تو سخت گرم ہوگیا یہاں تک کہ پھٹ گیا.

محدث عبداللہ نے فرمایا کہ یہ ہمارا حجر اسود نہیں، پھر دوسرا پتھر لایا گیا اور اس کے ساتھ بھی یہی عمل ہوا اور وہ پانی میں ڈوب گیا اور آگ پر گرم ہوگیا تو فرمایا کہ ہم اصل حجر اسود ہی لیں گے. پھر اصل حجر اسود لایا گیا اور آگ میں ڈالا گیا تو ٹھنڈا نکلا پھر پانی میں ڈالا گیا تو وہ پھول کی طرح پانی کے اوپر تیرنے لگا تو محدث عبداللہ نے فرمایا: "یہی ہمارا حجر اسود ہے اور یہی خانہ کعبہ کی زینت ہے اور یہی جنت والا پتھر ہے."

اس وقت ابوطاہر قرامطی نے تعجب کیا اور پوچھا کہ یہ باتیں آپ کو کہاں سے ملی ہیں...

تو محدث عبداللہ نے فرمایا: یہ باتیں ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی ہیں کہ حجر اسود پانی میں ڈوبے گا نہیں اور آگ سے گرم نہیں ہوگا.

ابو طاہر نے کہا کہ یہ دین روایات سے بڑا مضبوط ہے.

جب حجر اسود مسلمانوں کو مل گیا تو اسے ایک کمزور اونٹنی کے اوپر لادا گیا جس نے تیز رفتاری کے ساتھ اسے خانہ کعبہ پہنچایا، اس اونٹنی میں زبردست قوت آگئی اس لئے کہ حجراسود اپنے مرکز (بیت اللہ) کی طرف جارہا تھا، لیکن جب اسے خانہ کعبہ سے نکالا گیا تھا اور بحرین لے جارہے تھے تو جس اونٹ پر لادا جاتا وہ مرجاتا حتی کہ بحرین پہنچنے تک چالیس اونٹ اس کے نیچے مرگئے. (تاریخ مکہ للطبری)

اس پورے واقعے کی تحقیق مطلوب ہے.

الجواب باسمہ تعالی

حجر اسود کو مکہ مکرمہ سے لے جانے کا جو واقعہ پیش آیا یہ ایک بہت مشہور تاریخی واقعہ ہے، لیکن تاریخی واقعہ ہونے کی وجہ سے اس کو تحقیق کے سخت قواعد کے معیار پر بھی نہیں پرکھا جائے گا، البتہ جہاں آپ علیہ السلام کی ذات کی طرف نسبت ہوگی تو اس بات کی تحقیق لازم ہے.

قرامطہ کون تھے:

یہ واقعہ قرامطہ کے دور میں ہوا، یہ لوگ شیعوں کی شاخ اسماعیلی سے تعلق رکھتے تھے، انہیں کی شاخیں باطنیہ، جرمیہ، بابکیہ بھی ہیں، یہ لوگ اہل بیت کی محبت کے مدعی تھے لیکن درحقیقت یہ زندیق اور کافر تھے، یہ فرقہ 278 ہجری میں شروع ہوا اور اہل بیت کی محبت کے دعوے کی وجہ سے ان کو شہرت اور مقبولیت ملی، یہ لوگ ظاہر میں مسلمان اور باطن میں کافر تھے.

والطائفة التي قامت بهذا المنكر العظيم هي الطائفة المعروفة بالقرامطة، ولها أسماء عديدة، فمنها الباطنية ومنها الإسماعيلية ومنها الجرمية والبابكية، ولهم أسماء أخرى غير ذلك، وكانت حقيقة مذهبهم أنهم يظهرون أنهم من الروافض الموالين لآل البيت ويبطنون الزندقة والكفر، وكانت بداية نشأتهم من بداية سنة مائتين وثمان وسبعين،

ووقع أن اشتد أمرهم واستفحل وتبعهم كثير من الجهلة لأنهم تسربلوا بلباس الموالاة لآل البيت مع إبطان الكفر المحض لأنهم في الحقيقة من الزنادقة الذين لا يؤمنون بدين ولا نبي، فهذا أصل دينهم، ولذلك قيل في حقهم: ظاهرهم الرفض وباطنهم الكفر المحض.

بیت اللہ پر حملہ کرانے والا:

ان کا امیر سلیمان بن الحسن القرامطی جس نے 317 ہجری میں مکہ میں داخل ہوکر ۸ ذی الحجہ کو حاجیوں پر حملہ کیا اور بیت اللہ کے غلاف اتروائے، میزاب رحمت کو توڑنے کا حکم دیا، مقام ابراہیم کو لیجانے کا قصد کیا تو خادم حرم نے اس کو چھپا لیا تو اس نے حجر اسود کے نکالنے کا حکم دیا اور اس کو توڑ کر اپنے ساتھ لے گئے۔

حتى وصل أمرهم إلى أميرهم ابوطاہر سليمان بن الحسن بن بهرام الجنابي القُرمطي، وهذا اللئيم ومن معه من هؤلاء الملاحدة دخلوا إلى مكة في ثلاثمائة وسبعة عشر ثم استباحوا الحرم المكي، وذلك في اليوم الثامن (يوم التروية)، وقتلوا الحجيج وأمر أميرهم الخبيث بنزع أستار الكعبة وأمر بعضهم أن يقوم بكسر ميزابها، فصعد إلى الميزاب ليكسره فوقع على أم رأسه فهلك إلى نار جهنم، فحينئذ كفَّ أميرهم الخبيث عن الميزاب وأمر بكسر الحجر الأسود واقتلاعه من مكانه، وانتزعوه وذهبوا به إلى بلادهم في سنة ثلاثمائة وسبعة عشر.

حجر اسود کے غائب رہنے کی مدت:

حجر اسود کتنے سال غائب رہا؟ حجر اسود اپنے مقام سے بائیس(۲۲) سال غائب رہا، اس دوران خلفاء نے قرامطہ کو ڈرا دھمکا کر بھی کوشش کی اور لالچ دے کر بھی قائل کرنا چاہا مگر وہ نہ مانے، بالآخر افریقہ کے ممالک میں مہدی الفاطمی (جو آل رسول میں سے تھے ان) کے خط سے قرامطہ مان گئے اور بائیس سال کے بعد 339 میں حجر اسود مکہ مکرمہ لوٹ آیا۔

ظلّ الحجر الأسود بحوزة القرامطة مدّة ۲۲ سنة في البحرين، ولم تجد كل المحاولات والمساعي التي بذلها العباسيون والفاطميون من أجل الضغط على القرامطة وإجبارهم على إعادة الحجر الأسود، وقد عرض الخلفاء على القرامطة مبلغاً قدره خمسون ألف دينار مقابل إرجاعهم للحجر الأسود، لكنّ القرامطة ظلّوا يخوضون في عنادهم.

وكان السبب الحقيقي وراء امتثال القرامطة للأمر هو التهديد الذي وجّههُ المهدي العلوي الفاطمي إليهم ممّا أجبرهم على ردّ الحجر الأسود إلى مكّة ثانية. وعاد الحجر الأسود إلى مكّة سنة339.

حجر اسود کو لے جاتے وقت اونٹوں کا مرنا:

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب قرامطہ نے حجر اسود نکالا تو کہنے لگے کہ نہ تو ابابیل آئی اور نہ ہی حجر سجیل آئی. اس کے بعد جب انہوں نے حجر اسود کو اونٹ پر لاد کر لے جانا چاہا تو تقریبا بیس اونٹ ہلاک ہوگئے اور ان کے شہروں میں قحط اور خشکی پھیل گئی اور جب واپس لانے لگے تو صرف ایک اونٹ کے ذریعے لایا گیا.

يذكر ابن كثير في كتابه (البداية والنهاية ج:11 ص:161) أن القرامطة بعد أن استولوا على الحجر الأسود قالوا: لم ترمينا طير أبابيل ولا حجارة السجيل. وقد نقل القرامطة الحجر الأسود على عدد من الجمال لأن الحجر كان من ثقل وزنه وحشونة ملمسه الشديدة يجرح أسنمة الجمال، فكانوا يغيرون الجمل بالآخر حتى مات له عشرون جملاً، وعندما أخذوه الى بلدهم حل عليهم الجفاف والقحط حتى طلب من المسلمين أن يستعيدوه وعند إعادته تطلب الأمر جملا واحدا لا غير.

حجر اسود کی نشانیاں:

جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے "الوافی بالوفیات" میں حجر اسود کی واپسی کا واقعہ نقل کیا ہے کہ حجر اسود کی واپسی کے وقت عبداللہ بن عکیم المحدث نے حجر اسود کی دو نشانیاں بیان کیں:

۱. یہ پانی میں ڈوبتا نہیں.
۲. آگ میں گرم نہیں ہوتا.

اور کہا کہ یہ بات آپ علیہ السلام نے فرمائی ہے.

قال جلال السيوطي: يقال إنه لما اشترى المطيع لله الحجر الأسود من أبي طاهر القرمطي جاء عبدالله بن عُكيم المحدث وقال: إن لنا في حجرنا آيتين: إنه يطفو على الماء، ولا يحمو بالنار، فأتى بحجر مضمخ بالطيب مغشي بالديباج ليوهموه بذلك، فوضعوه في الماء فغرق، ثم جعلوه في النار فكاد أن يتشقق، ثم أتي بحجر آخر ففعل به

ما فعل بما قبله فوقع له ما وقع له، ثم أتي بالحجر الأسود فوضع في الماء فطفا، ووضع في النار فلم يحم، فقال عبدالله: هذا حجرنا، فعند ذلك عجب أبوطاهر القرمطي وقال: من أين لكم؟ فقال عبدالله: ورد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الحجر الأسود يمين الله في أرضه يأتي يوم القيامة له لسان يشهد لمن قبَّله بحق أو باطل لا يغرق في الماء ولا يحمى بالنار".

اس حدیث کی اسنادی حیثیت:

الحجر يطفو على الماء ولا يحمو بالنار:

حجر اسود پانی پر تیرتا ہے اور آگ میں گرم نہیں ہوتا.

یہ روایت اگرچہ امام سیوطی نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے لیکن حدیث کی کسی معتبر اور غیر معتبر کتاب میں یہ روایت موجود نہیں، اسی لئے جب حدیث کی تحقیق کرنے والے ایک مستند ادارے سے پوچھا گیا تو ان کا جواب یہ تھا کہ اس عنوان کی کوئی روایت موجود نہیں.

وأما ما ذُكر من وصف الحجر الأسود بأنه "يطفو على الماء"، وأنه "لا يحمو بالنار" و"استجابة الدعاء": فمما لا أصل له في السنَّة.

خلاصہ کلام

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے اور تاریخ کی کتابوں میں اس کا تذکرہ موجود ہے، البتہ اس میں بیان کردہ حجر اسود کی صفات والی روایت سند کے لحاظ سے ثابت نہیں، لہذا آپ علیہ السلام کی ذات کی طرف اس بات کی نسبت کرنا درست نہیں.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۳ مارچ ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر 103

کاتب وحی کا مرتد ہوجانا

سوال: ایک صاحب نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص وحی لکھتا تھا پھر بعد میں مرتد ہوکر مرگیا. کیا یہ واقعہ درست ہے؟

الجواب باسمہ تعالی

آپ علیہ السلام کی زندگی میں دو افراد ایسے گذرے ہیں جن کو کاتب وحی ہونے کا درجہ ملا لیکن بعد میں وہ مرتد ہوگئے، البتہ ان میں سے ایک شخص دوبارہ مسلمان ہوا اور دوسرا شخص اسی کفر کی حالت میں مرگیا.

ایک شخص کا نام عبداللہ بن سعد بن ابی سرح القرشی العامری ہے اور دوسرے شخص کا نام روایات میں مذکور نہیں، البتہ وہ ایک نصرانی تھا جو مسلمان ہوا تھا.

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا واقعہ:

یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے، یہ مسلمان ہوئے اور وحی لکھتے تھے، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ولقد خلقنا الإنسان من سلالة من طين آپ علیہ السلام نے ان کو بلا کر یہ آیت لکھوائی، پھر جب اس آیت پر پہنچے: ثم أنشأناه خلقا آخر تو عبداللہ بن سرح بےاختیار کہہ اٹھا: فتبارك الله احسن الخالقين تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں یہی مکمل آیت نازل ہوئی ہے، اس بات سے عبداللہ کے دل میں شک پیدا ہوا اور دل میں کہنے لگا کہ اگر یہ وحی ہے تو یہ وحی مجھ پر بھی نازل ہوئی ہے اور اگر محمد علیہ السلام جھوٹ بول رہے ہیں تو میں نے بھی ان کی طرح کہہ دیا ہے اور مرتد ہوکر مشرکین کا ساتھی بن گیا.

والمراد عبدالله بن أبي سرح الذي كان يكتب الوحي. وسبب ذلك فيما ذكر المفسرون أنه لما نزلت الآية التي في "سورة المؤمنون": {ولقد خلقنا الإنسان من سلالة من طين} (المؤمنون:12) دعاه النبي صلى الله عليه وسلم فأملاها عليه؛ فلما انتهى إلى قوله {ثم أنشأناه خلقا آخر} (المؤمنون: 14) عجب عبدالله في تفصيل خلق الإنسان فقال:

{تبارك الله أحسن الخالقين} (المؤمنون: 14). فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وهكذا أنزلت علي، فشك عبدالله حينئذ وقال: لئن كان محمد صادقا لقد أوحي إلي كما أوحي إليه، ولئن كان كاذبا لقد قلت كما قال. فارتد عن الإسلام ولحق بالمشركين، فذلك قوله تعالى: {ومن قال سأنزل مثل ما أنزل الله}. (رواه الكلبي عن ابن عباس).

- وذكره محمد بن إسحاق قال حدثني شرحبيل قال: نزلت في عبد الله بن سعد بن أبي سرح {ومن قال سأنزل مثل ما أنزل الله} ارتد عن الإسلام.

ا. آپ علیہ السلام نے فتح مکہ کے موقعے پر جن چار افراد کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ جہاں بھی ملیں انکو قتل کردو ان میں سے ایک عبداللہ بن سرح بھی تھا، لیکن یہ چھپ گئے اور جاکر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے امان لی، وہ ان کو حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے کر آئے اور انہوں نے توبہ کی اور پھر بہترین مسلمان بن کر زندگی بسر کی.

الأول:

فهو عبدالله بن سعد بن أبي سرح، أبويحيى القرشي العامري، أخو عثمان بن عفان من الرضاعة، وكان النبي صلى الله عليه وسلم قد أهدر دمه، ثم استأمن له عثمان فأمَّنه النبي صلى الله عليه وسلم، وأسلم وحسن إسلامه.

• عَنْ سَعْد بن أبي وقَّاص قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَّا أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَسَمَّاهُمْ وَابْنُ أَبِي سَرْحٍ، قَالَ: وَأَمَّا ابْنُ أَبِي سَرْحٍ فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ جَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَانَبِيَّ اللهِ! بَايِعْ عَبْدَاللهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَأْبَى فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: "أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ؟" فَقَالُوا: مَا نَدْرِي يَارَسُولَ اللهِ مَا فِي نَفْسِكَ، أَلَا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قَالَ: "إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ الْأَعْيُنِ".

[رواه النسائي (4067)، وأبوداود (2683)، وصححه الألباني في "صحيح النسائي"].

- قال عنه الإمام الذهبي رحمه الله: لم يتعدَّ، ولا فعل ما يُنقم عليه بعدها (أي: بعد فتح مكة) وكان أحد عقلاء الرجال وأجوادهم". (سير أعلام النبلاء 34/3).

ولينظر "الاستيعاب في معرفة الأصحاب" لابن عبدالبر (52/3)، و"الإصابة في تمييز الصحابة" (110/4).

۲. دوسرا شخص ایک نصرانی تھا، اس کا قصہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے لیکن اس کا نام کہیں لکھا ہوا نہیں ہے، یہ مسلمان ہوا اور وحی لکھتا تھا، پھر مرتد ہوا اور یہ بات مشہور کی کہ میں وحی میں تبدیلی کیا کرتا تھا، اللہ تعالی نے اس سے ایسا انتقام لیا کہ جب یہ مرگیا اور لوگوں نے اس کو دفن کردیا تو دوسرے دن صبح کو اس کی لاش باہر پڑی تھی تو عیسائی کہنے لگے کہ یہ مسلمانوں کا کام ہے کہ اس کی لاش قبر سے نکال دی ہے، مزید گہری قبر کھود کر دفن کیا لیکن اگلے دن پھر لاش باہر پڑی تھی، کہنے لگے کہ یہ مسلمان اس سے انتقام لے رہے ہیں، پھر اور گہری قبر کھود کر دفن کردیا، لیکن اگلی صبح پھر لاش باہر پڑی تھی تو کہنے لگے کہ یہ انسانی کام نہیں لگتا، اور اس کو چھوڑ دیا۔

أما الثاني:

فهو الرجل الذي كان نصرانيّاً ثم أسلم وارتدَّ على عقبه، وكان يقول: إنه كان يغيّر ما كان يلقيه عليه النبي صلى الله عليه وسلم من كلام، فأهلكه الله تعالى هلاكاً يكون فيه عبرة لغيره من الشاتمين للرسول صلى الله عليه وسلم والطاعنين في دينه.

• عَنْ أَنَسٍ رضى الله عنه قَالَ: كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَعَادَ نَصْرَانِيًّا فَكَانَ يَقُولُ: مَا يَدْرِى مُحَمَّدٌ إِلاَّ مَا كَتَبْتُ لَهُ، فَأَمَاتَهُ اللهُ فَدَفَنُوهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقوهُ، فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَقَالُوا: هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ وَأَعْمَقُوا لَهُ فِى الأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ قَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَأَلْقَوْهُ. [رواه البخاري (3421) ومسلم (2781)].

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ رب العزت کا اس شخص کے مرنے کے بعد اس سے انتقام تھا کہ جس نے دین محمدی کو بدنام کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالی نے اس کے مرنے کے بعد خود اسی کو رسوا کردیا.

قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله: فهذا الملعون الذي افترى على النبي صلى الله عليه وسلم أنه ما كان يدري إلا ما كتب له قصمه الله وفضحه بأن أخرجه من القبر بعد أن دفن مراراً، وهذا أمر خارج عن العادة يدل كل أحد على أن هذا كان عقوبة لما قاله وأنه كان كاذباً إذ كان عامَّة الموتى لا يصيبهم مثل هذا، وأن هذا الجرم أعظم من مجرد الارتداد؛ إذ كان عامة المرتدين يموتون ولا يصيبهم مثل هذا، وأن الله منتقم لرسوله صلى الله عليه وسلم ممن طعن عليه وسبَّه، ومظهر لدينه ولكذب الكاذب إذ لم يمكن الناس أن يقيموا عليه الحد. (الصارم المسلول:122/1)

خلاصہ کلام

صحابہ کرام سارے کے سارے پڑھے لکھے نہیں تھے بلکہ ان میں سے اکثر لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، اسلئے اگر کوئی نومسلم لکھنا جانتا تو اس کو وحی لکھنے کی ذمہ داری دی جاتی تھی، لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جو شخص بھی چاہتا وہ قرآن مجید میں اپنی مرضی سے تبدیلی کرلیتا (ایسا ہرگز نہیں ہے) بلکہ اس کتاب کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالی نے خود فرمایا اور یہ کتاب ہر قسم کی تبدیلی سے محفوظ ہے.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۴ مارچ ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر104

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مجوسی

سوال: مختلف بیانات میں یہ واقعہ سنا ہے کہ

"حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک مہمان آیا تو آپ علیہ السلام نے اس کو کھانا کھلانے سے پہلے اس سے اسکے ایمان کے بارے میں پوچھا تو اس شخص نے کہا کہ میں مجوسی ہوں، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسکی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا تو وہ شخص چلا گیا.. اللہ تعالی نے وحی فرمائی کہ اے ابراہیم! ہم اس شخص کو اسکے کفر کے باوجود چالیس سال سے کھلا رہے ہیں اور آپ نے ایک وقت کا کھانا کھلانے سے انکار کر دیا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسکی طرف دوڑے اور دوبارہ اسکو اپنا مہمان بنانے کیلئے اسکی خوشامد کرنے لگے، تو اس نے حیرانی سے پوچھا کہ ابھی تو آپ نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا تھا اور اب منتیں کر رہے ہو؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارا قصہ سنایا تو اس شخص نے کہا کہ جب مالک اتنا کریم ہے تو تم گواہ رہو کہ میں بھی مسلمان ہوتا ہوں".

اس واقعے کی تحقیق مطلوب ہے.

الجواب باسمہ تعالی

یہ واقعہ کسی بھی مستند یا ضعیف سند کے ساتھ کسی بھی معتبر کتاب میں موجود نہیں، البتہ کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ یہ واقعہ نزہت المجالس نامی کتاب میں بغیر سند کے ذکر کیا گیا ہے.

فقد ذكرها صاحب كتاب "نزهة المجالس" وعبارته: حضر مجوسي عند إبراهيم عليه السلام فجاءه بطعام ثم قال: هل لك في الإسلام رغبة؟ فترك الأكل وانصرف، فأوحى الله إليه ياإبراهيم! أنا أرزقه على كفره منذ أربعين سنة وأنت تريد أن ترده عن دينه بأكلة واحدة، فخرج فی طلبه فوجده فأخبره بذلك، فأسلم ورجع معه إلى طعامه.

کتاب "نزہت المجالس" کی اسنادی حیثیت:

علامہ صفوری کی یہ کتاب ہر قسم کے صحیح اور غیر مستند واقعات سے بھری پڑی ہے، لہذا علمائے حدیث اس کتاب میں مذکور کسی بھی بات کو (جو بغیر سند کے نقل کی گئی ہو) قبول کرنے کو تیار نہیں.

سوال میں مذکور واقعہ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں ہے لہذا جرح وتعدیل کے سخت قواعد اس پر لاگو نہیں ہونگے، لیکن اس واقعہ کا کہیں بھی سند کے ساتھ ذکر نہ ہونا اور کسی بھی معتبر محدث کا اس کو ذکر نہ کرنا اور نہ ہی اسرائیلیات کی تصریح کا ہونا اس کے شدید ضعیف ہونے کو بتاتا ہے.

خلاصہ کلام

اس واقعے کو من گھڑت یا جھوٹا کہنا تو مشکل ہے، البتہ اس طرح کے مہمل اور بے سند واقعات کے بارے میں ہمارا ذاتی رجحان یہ ہے کہ انکو بیان نہ کیا جائے، اسلئے کہ ایک عظیم الشان نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف نسبت کرنا بھی بہت بڑی بات ہے.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۴مارچ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر 105

خانہ کعبہ دلہن کی صورت میں

سوال: ایک بیان میں سنا ہے کہ خانہ کعبہ کو قیامت کے دن دلہن کی صورت میں اٹھایا جائے گا. اس روایت کی تحقیق مطلوب ہے.

الجواب باسمہ تعالی

یہ روایت فضائل کی مختلف کتابوں میں مذکور ہے لیکن سند کے لحاظ سے یہ روایت درست نہیں ہے.

امام غزالی نے یہ روایت احیاء علوم الدین میں نقل کی ہے:

اللہ تعالی نے بیت اللہ سے وعدہ کیا ہے کہ ہر سال چھ لاکھ لوگ اس کا حج کرینگے، اگر کسی سال لوگ کم ہوئے تو فرشتوں کے ذریعے اس تعداد کو پورا کیا جائے گا، اور قیامت کے دن کعبے کو خوبصورت مزین دلہن کی طرح اٹھایا جائے گا اور جس نے بھی حج کیا ہوگا وہ اس کے غلاف سے چمٹا ہوا ہوگا، اور وہ سب اس کے ارد گرد چکر لگا رہے ہونگے، پھر کعبے کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور یہ لوگ بھی اسکے ساتھ ہی داخل ہونگے.

"إنَّ اللهَ تَعالى وعدَ هذا البيتَ أنْ يَحجَّهُ في كلِّ سنةٍ ستُّمائةِ ألفٍ، فإنْ نَقصوا أكملَهُمُ اللهُ بالملائكةِ. وإنَّ الكعبةَ تُحشَرُ كالعروسِ المزفوفةِ؛ كلُّ مَنْ حجَّها يَتعلقُ بأستارِها، يَسعونَ حولَها حتى تَدخلَ الجنةَ، فيَدخلوا معَها.

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد علامہ عراقی فرماتے ہیں: "لم اجد له اصلا" کہ اس روایت کی کوئی اصل نہ مل سکی.

موضوع روایات پر لکھی گئی دو مشہور کتابیں المصنوع فی معرفة الموضوع (ص:63) اور الاسرارالمرفوعة (ص:145) میں اس روایت کے متعلق لکھا ہے: "لا اصل له" یعنی اس روایت کی کوئی اصل نہیں. [لا أصل له: الأسرار المرفوعة، (ص:145)]

خلاصہ کلام

یہ روایت اگرچہ مختلف فضائل کی کتابوں میں مذکور ہے لیکن یہ روایت کسی بھی صحیح یاضعیف سند سے ثابت نہیں، لہذا اس کی نسبت آپ علیہ السلام کی طرف کرنا کسی طرح بھی درست نہ ہوگا.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۸ مارچ ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر106

ماہ رجب کے روزے اور اعمال

سوال: محترم مفتی صاحب! کچھ سوالات کے جواب مطلوب ہیں:

۱. "اللھم بارک لنافی رجب وشعبان وبلغنا رمضان" کیا یہ دعا ثابت ہے؟

۲. کیا رجب کی پہلی تاریخ کا روزہ ثابت ہے؟

۳. کیا ستائیس رجب کو معراج کا ہونا اور اس دن کا روزہ مسنون ہے؟

۴. کیا رجب کی پہلی رات کی فضیلت کسی روایت سے ثابت ہے؟

برائے کرم رجب سے متعلق ان امور کی وضاحت فرمادیجئے.

الجواب باسمہ تعالی

سوال میں مذکورہ تمام باتوں کے جوابات نمبروار دیئے جائیں گے:

- **جواب نمبر ۱:**

یہ دعا ضعیف سند سے وارد ہے، لہذا اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں.

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل رجب قال: «اللهم بارك لنا في رجب وشعبان وبلغنا رمضان» [ضعيف].

- **جواب نمبر۲:**

رجب کے مہینے کی پہلی تاریخ کا روزہ کسی بھی صحیح یا ضعیف حدیث سے ثابت نہیں، البتہ شیعوں کی کتب میں اس روزے کی فضیلت وارد ہوئی ہے.

شیعوں کی روایات:

۱. شیعہ کی روایات میں ہے کہ پہلی رجب کا روزہ نوح علیہ السلام نے رکھا اور اپنے ساتھیوں کو یہ روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جو شخص یہ روزہ رکھے گا وہ جہنم سے ایک سال کے فاصلے پر دور کر دیا جائے گا.

عن أبي الحسن عليه السلام قال: ان نوحا عليه السلام ركب السفينة أول يوم من رجب فامر من معه أن يصوموا ذلك اليوم وقال: من صام ذلك تباعدت عنه النار مسيرة سنة.

۲. شیعہ کی کتب میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص پہلی رجب کا روزہ رکھے گا اس کیلئے جنت واجب کردی جائے گی.

ومن ذلك ما رواه الشيخ جعفر بن محمد الدوريستي في كتاب الحسني بإسناده إلى الباقر عليه السلام، عن أبيه، عن جده عليهم السلام قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلم: "من صام أوّل يوم من رجب وجبت له الجنّة".

- **جواب نمبر ۳:**

ستائیس رجب کو معراج کا ہونا کسی بھی صحیح یا ضعیف حدیث سے ثابت نہیں. **(اس پر تفصیلی بحث تنبیہات نمبر 28 میں ہوچکی)**
اس دن کا روزہ بھی کسی صحیح یا ضعیف حدیث سے ثابت نہیں، البتہ شیعوں کی کتب میں اس روزے کی فضیلت وارد ہوئی ہے.

امام جعفر صادق کہتے ہیں کہ ستائیس رجب کا روزہ نہ چھوڑو اسلئے کہ اس دن آپ علیہ السلام پر نبوت نازل ہوئی ہے اور اس ایک دن کا روزہ ساٹھ (٦٠) مہینوں کے روزوں کے برابر ہے.

الصادق جعفر بن محمد عليهما السلام: لا تدع صيام يوم سبعة وعشرين من رجب فانه اليوم الذي نزلت فيه النبوة على محمد صلى الله عليه وآله وسلم، وثوابه مثل ستين شهرا لكم. ("فضل الاشهر الثلاثة"...تأليف محمد بن علي بن الحسين بن موسى بن بابويه القمي).

- **جواب نمبر ۴:**

رجب کی پہلی رات کی فضیلت والی روایات دو طرح کی ہیں: ایک وہ ہیں جن میں فضیلت کی نسبت آپ علیہ السلام کی طرف کی جاتی ہے، یہ روایات سند کے لحاظ سے درست نہیں.
دوسری وہ روایات ہیں جن میں نسبت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف کی جاتی ہے وہ روایات درست ہیں، گویا یہ کہا جائے گا کہ اس رات کی فضیلت صحابہ کے اقوال سے ثابت ہے.

خمسُ ليالٍ لا تُرَدُّ فيهنَّ الدعوةُ: أولُ ليلةٍ من رجبٍ وليلةُ النِّصفِ من شعبانَ وليلةُ الجمعةِ وليلةُ الفطرِ وليلةُ النَّحرِ.

- الراوي: أبوأمامة الباهلي.

- المحدث: ابن عساكر.

- المصدر: تاريخ دمشق.

- الجزء أو الصفحة: 408/10.

- حكم المحدث:[فيه] بندار بن عمر الروياني. قال النخشبي: كذاب.

ولكن العلماء رووا هذا النص من كلام بعض الصحابة والتابعين؛ فأخرجه عبد الرزاق في "المصنف" (4/317، ح:7927) موقوفاً على ابن عمر، وأخرجه البيهقي موقوفاً على أبي الدرداء في "السنن الكبرى" (3/319، ح:6087)، وفي أسانيدهم ضعف أيضاً.

وقال الإمام الشافعي رضي الله عنه: بلغنا أنه كان يقال: إن الدعاء يُستجاب في خمس ليال: في ليلة الجمعة، وليلة الأضحى، وليلة الفطر، وأول ليلة من رجب، وليلة النصف من شعبان... وأنا أستحب كل ما حكيت في هذه الليالي من غير أن يكون فرضاً. ("الأم" 264/1).

رجب کے روزے کے متعلق کچھ اہم باتیں:

رجب کے مہینے میں کسی خاص دن کا کوئی خاص روزہ ثابت نہیں، البتہ آپ علیہ السلام نے اشہر حرم کے روزے رکھنے کی ترغیب دی ہے اسلئے اگر کسی مخصوص دن کو متعین کئے بغیر رجب کا کوئی روزہ رکھا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اشہر حرم میں کبھی روزے رکھو کبھی چھوڑو۔

قَالَ صلى الله عليه وسلم: "صُمْ مِنْ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ". [رواه أبوداود (2428) وضعفه الألباني في ضعيف أبي داود].

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ رجب کے روزے کے متعلق کوئی روایت درست سند سے موجود نہیں۔

قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله في "مجموع الفتاوى" (290/25): وأما صوم رجب بخصوصه فأحاديثه كلها ضعيفة، بل موضوعة، لا يعتمد أهل العلم على شيء

منها، وليست من الضعيف الذي يروى في الفضائل، بل عامتها من الموضوعات المكذوبات..

علامہ ابن قیم بھی رجب کے کسی مخصوص نماز اور روزے کا انکار کرتے ہیں.

وقال ابن القيم رحمه الله: كل حديث في ذكر صيام رجب وصلاة بعض الليالي فيه فهو كذب مفترى. (المنار المنيف، ص:96).

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ بھی کسی فضیلت کے ثبوت کے منکر ہیں.

وقال الحافظ ابن حجر في "تبيين العجب" (ص11): لم يرد في فضل شهر رجب، ولا في صيامه ولا صيام شيء منه معين، ولا في قيام ليلة مخصوصة فيه حديث صحيح يصلح للحجة.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رجب کے مخصوص روزے یا مکمل روزے رکھنے والوں کے روزے تڑوادیا کرتے تھے.

وأخرج ابن أبي شيبة في مصنفه أن عمر رضى الله عنه كان يضرب أكف الناس في رجب حتى يضعوها في الجفان، ويقول: كلوا، فإنما هو شهر كان تعظمه الجاهلية.

امام شافعی رحمہ اللہ بھی رجب کے کسی مخصوص دن میں روزے کو مکروہ اور ناپسندیدہ سمجھتے تھے.

وقد نقل البيهقي عن الشافعي قوله في القديم: أكره أن يتخذ الرجل صوم شهر يكمله من بين الشهور، كما يكمل رمضان، وكذلك أكره أن يتخذ الرجل يوماً من بين الأيام، وإنما كرهت ذلك؛ لئلا يتأسى جاهل، فيظن أن ذلك واجب.

خلاصہ کلام

اہل سنت والجماعت کے نزدیک رجب کے کسی مخصوص دن کا کوئی روزہ کسی بھی مستند صحیح یا ضعیف روایت سے ثابت نہیں، لہذا ایسی کوئی بھی فضیلت اگر حدیث کہہ کر آپ کے سامنے آتی ہے تو آپ سمجھ لیں کہ یہ من گھڑت اور شیعوں کی روایات

ہیں، البتہ پیر اور جمعرات کا روزہ یا ایام بیض کے روزے جیسے عام مہینوں میں رکھے جاتے ہیں اسی طرح اس مہینے میں بھی انکے رکھنے میں کوئی حرج نہیں.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبد الباقی اخونزادہ

۱۹ مارچ ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر107

دو گروہ کی اصلاح

سوال: ایک بیان میں سنا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت کے دو طبقے اگر درست ہوجائیں تو پوری امت کی اصلاح ہوجائے گی. اس روایت کی تحقیق مطلوب ہے.

الجواب باسمه تعالی

یہ روایت سرسری تلاش کرنے پر دو سندوں سے ملی ہے.

١. پہلی سند:

حديث مرفوع: أَخْبَرَنَا أَبُوعَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ هَارُونَ بْنِ شُعَيْبٍ مِنْ وَلَدِ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ أَنَسٍ، ثنا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السِّجْزِيُّ، ثنا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ الأُبُلِّيُّ، ثنا محمد بْنُ زِيَادٍ الْمَيْمُونِيُّ، ثنا مَيْمُونُ بْنُ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي إِذَا صَلَحَا صَلَحَ النَّاسُ، وَإِذَا فَسَدَا فَسَدَ النَّاسُ: السُّلْطَانُ، وَالْعُلَمَاءُ".

٢. دوسری سند:

حديث مرفوع: ثنا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ الْوَاسِطِيُّ، ثنا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الأَيْلِيُّ، ثنا عُمَرُ بْنُ يَحْيَى الأَيْلِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اثْنَانِ مِنَ النَّاسِ إِذَا صَلَحَا صَلَحَ النَّاسُ، وَإِذَا فَسَدَا فَسَدَ النَّاسُ: العلماء والامراء.

ان روایات کی اسنادی حیثیت:

ان دونوں سندوں میں **محمد بن زیاد المیمونی الیشکری** ہے، اس راوی کے متعلق محدثین کے اقوال کافی سخت ہیں:

أخرجه أبونعيم في الحلية (96/4)، وابن عبدالبر في (جامع بيان العلم:184/1)

من طريق محمد بن زياد اليشكري عن ميمون بن مهران عن ابن عباس مرفوعاً وهذا السند موضوع.

محمد بن زیاد:

اس کے بارے میں محدثین کے اقوال:

1. امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جھوٹا راوی ہے، روایات گھڑتا تھا.

قال أحمد: كذاب أعور يضع الحديث.

2. امام ابن معین، دار قطنی اور امام ابوزرعہ نے اس کو جھوٹا قرار دیا ہے.

وقال ابن معين والدارقطني: كذاب.

وكذبه أبوزرعه وغيره.

3. یحیی ابن معین فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹا اور بے حیثیت راوی ہے.

قال يحيى بن معين: كذاب، ليس بشيء.

4. امام ابن ابی شیبہ نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ بغداد میں باقاعدہ ایک جماعت تھی جو روایات گھڑتی تھی، ان میں سے ایک محمد بن زیاد المیمونی ہے.

وقال مُحَمَّد بن عثمان بن أبي شيبة: سمعت يحيى بن معين، يقول: كان ببغداد قوم كذابين يضعون الحديث، منهم: مُحَمَّد بن زياد، كان يضع الحديث.

5. عمرو بن علي فرماتے ہیں کہ یہ راوی جھوٹا اور متروک ہے.

وقال عمرو بن علي: متروك الحديث؛ كذاب؛ منكر الحديث؛ سمعته يقول: حَدَّثَنَا ميمون بن مهران عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صَلَّى اللهُ عليه وسلم: "زينوا مجالس نسائكم بالمغزل".

6. امام بخاری فرماتے ہیں کہ یہ متروک نا قابل اعتبار راوی ہے.

وقال البخاري: متروك الحديث.

7. امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ انتہائی ضعیف راوی ہے.

وقال الترمذي: ضعيف في الحديث جدا.

۸. امام نسائی کہتے ہیں کہ یہ راوی متروک اور جھوٹا ہے.

قال النسائي: متروك الحديث.

وقال في موضع آخر: كذاب.

(ان تمام اقوال کا حوالہ: تہذیب الکمال للمزی)

خلاصہ کلام

یہ روایت اگرچہ مواعظ کی کتابوں میں مذکور ہے لیکن سند کے لحاظ سے یہ روایت صحیح نہیں ہے، لہذا اس کی نسبت آپ علیہ السلام کی طرف کرنا درست نہیں.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۲ اپریل ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر 108

حضرت علی اور حضرت زبیر

سوال: مفتی صاحب یہ ایک پوسٹ آئی ہے جس میں ایک روایت کا ذکر ہے کہ آپ علیہ السلام نے حضرت زبیر سے فرمایا کہ تم علی سے لڑوگے اور تم ظالم ہونگے. جنگ جمل کے موقعہ پر جب حضرت زبیر کو حضرت علی نے یہ بات یاد کرائی تو وہ میدان چھوڑ کر چلے گئے. اس روایت کی تصدیق مطلوب ہے؟

الجواب باسمه تعالی

جواب سے قبل دو باتوں کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے.

پہلی بات:

مشاجرات صحابہ کے متعلق جمہور امت کا یہی قول ہے کہ ان معاملات پر لب کشائی کے بجائے اللہ تعالی کے حوالے کرنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی گستاخانہ جملہ سلب ایمان کا سبب بنے.

دوسری بات:

جنگ جمل کا پس منظر ہرگز جنگ کرنا نہیں تھا بلکہ امت مسلمہ میں پیدا شدہ بے اتفاقی کو ختم کرکے صلح پیدا کرنا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کو سامنے لانا اور قصاص لینا مقصود تھا.

جیسا کہ حضرت زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ کے رجوع کے فیصلے پر فرمایا کہ آپ کے ذریعے امت میں صلح آئیگی.

ويدل على ذلك ما أخرجه أحمد في المسند والحاكم في المستدرك: أن عائشة رضي الله عنها لما بلغت مياه بني عامر ليلاً نبحت الكلاب، قالت: أي ماء هذا؟ قالوا: ماء الحوأب، قالت: ما أظنني إلا راجعة، إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لنا: "كيف بإحداكن تنبح عليها كلاب الحوأب". فقال لها الزبير: ترجعين!! عسى الله عز وجل أن يصلح بك بين الناس.

قال الألباني: إسناده صحيح جداً، صححه خمسة من كبار أئمة الحديث هم: ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وابن كثير، وابن حجر (سلسلة الأحاديث الصحيحة رقم 474).

اور جانبین اس جنگ سے ہر گز خوش نہ تھے جیسا کہ روایات میں آتا ہے کہ حضرت علی کو اس جنگ کا سخت افسوس تھا اور حضرت حسن سے کہا کہ کاش اس جنگ کے ہونے سے بیس سال قبل مر چکا ہوتا.

روى ابن أبي شيبة في مصنفه بسند صحيح عن الحسن بن علي قال: (لقد رأيته - يعني علياً - حين اشتد القتال يلوذ بي ويقول: يا حسن، لوددت أني مت قبل هذا بعشرين حجة أو سنة).

اور حضرت زبیر بھی جنگ کا میدان اور قافلہ چھوڑ کر کنارے پر چلے گئے تھے اور نیند کی حالت میں ان کو شہید کیا گیا اور جب حضرت علی کو خبر دی گئ تو فرمایا کہ زبیر کے قاتل کیلئے جہنم کی آگ ہے.

وقد ترك الزبير القتال ونزل وادياً فتبعه عمرو بن جرموز فقتله وهو نائم غيلة، وحين جاء الخبر إلى علي رضي الله عنه قال: بشر قاتل ابن صفية بالنار.

سوال میں مذکور روایات کی اسنادی حیثیت

یہ روایات مختلف کتابوں میں میں مختلف اسنادوں سے منقول ہے.

مستدرک حاکم کی سند:

فرواه الحاكم (5575) من طريق مِنْجَاب بْن الْحَارِثِ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَجْلَحِ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ قَالَ مِنْجَابٌ: وَسَمِعْتُ فَضْلَ بْنَ فَضَالَةَ، يُحَدِّثُ بِهِ جَمِيعًا، عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، قَالَ: " شَهِدْتُ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ، لَمَّا رَجَعَ الزُّبَيْرُ عَلَى دَابَّتِهِ يَشُقُّ الصُّفُوفَ، فَعَرَضَ لَهُ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ ، فَقَالَ: مَا لَكَ؟ فَقَالَ: ذَكَرَ لِي عَلِيٌّ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (لَتُقَاتِلَنَّهُ وَأَنْتَ ظَالِمٌ لَهُ) فَلَا أُقَاتِلُهُ، قَالَ: وَلِلْقِتَالِ جِئْتَ؟ إِنَّمَا جِئْتَ لِتُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ وَيُصْلِحُ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ بِكَ، قَالَ: قَدْ حَلَفْتُ أَنْ لَا أُقَاتِلَ، قَالَ: فَأَعْتِقْ غُلَامَكَ جِرْجِسَ وَقِفْ حَتَّى تُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ، قَالَ: فَأَعْتَقَ غُلَامَهُ جِرْجِسَ وَوَقَفَ فَاخْتَلَفَ أَمْرُ النَّاسِ، فَذَهَبَ عَلَى فَرَسِهِ ".

پہلی سند میں اجلح الکندی ہے جو کہ ضعیف راوی ہے.

ولمنجاب بن الحارث فيه إسنادان، وهما ضعيفان، ففي الأول منهما الأجلح الكندي والد عبد الله، وهو ضعيف، ضعفه أحمد، وابن معين، وأبو حاتم والنسائي، وغيرهم . انظر "التهذيب" (1/165-166) .

بیہقی کی سند میں یزید الفقیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں اور وہ مجہول ہے.

وقد رواه البيهقي في "الدلائل" (414/6) من هذا الطريق عن يزيد الفقير عن أبيه، فزاد: عن أبيه، وأبوه مجهول لا يعرف، وهذه علة أخرى في هذا السند.

ایک اور سند میں فضل بن فضالہ ہے جو مجہول ہے.

وفي الإسناد الثاني فضل بن فضالة، قال الشيخ الألباني في "الصحيحة" (158/6): "لم أجد له ترجمة".

حاکم کی ایک اور سند میں ابو قلابہ ہے جس کے بارے میں دار قطنی کہتے ہیں کہ بہت غلطیاں کرتا تھا.

ثم رواه الحاكم (5574) من طريق أبي قِلَابَةَ عَبْد الْمَلِكِ بْن مُحَمَّدِ الرَّقَاشِيّ،
وأبو قلابة ضعيف، قال الدارقطني: صدوق كثير الخطأ في الأسانيد والمتون، كان يحدث من حفظه فكثرت الأوهام في روايته.
" تهذيب التهذيب" (6 /372)

ایک اور طریق میں محمد بن سلیمان مجہول ہے.

ورواه الحاكم (5573) من طريق مُحَمَّد بْن سُلَيْمَانَ الْعَابِد، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ به.
وقال الذهبي في تلخيصه: " فيه نظر ".
وعلته محمد بن سليمان، فهو مجهول.

ابن ابی شیبہ نے روایت نقل کی تو اس میں عبد السلام راوی مجہول بھی ہے اور اس کا سماع حضرت علی اور حضرت زبیر سے ثابت نہیں.

وقد رواه ابن أبي شيبة (282/15) حدثنا يعلى بن عبيد، عن إسماعيل بن أبي خالد، عن عبد السلام رجل من بني حية،... فذكره .
وعبد السلام هذا مجهول أيضا، كما قال الذهبي في "الميزان" (619/2)، ولم يسمع من الزبير ولا من عليّ، كما قال البخاري: " لا يثبت سماعه منهما ".
"الضعفاء" للعقيلي (3 /65)

ابن ابی شیبہ نے روایت نقل کی اس کی سند میں شریک ابن عبد اللہ القاضی ہے جس کا حافظہ کمزور اور شیعہ تھا اور وہ اسود بن قیس سے اور اسود بن قیس ایک مجہول راوی سے نقل کر رہا ہے۔

ورواه ابن أبي شيبة (7/ 545) من طريق شَرِيك، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: " حَدَّثَنِي مَنْ رَأَى الزُّبَيْرَ يَقْعَصُ الْخَيْلَ الخ

وهذا ضعيف أيضا ، شريك هو ابن عبد الله القاضي ، ضعيف سيء الحديث ، وفيه تشيع معروف . انظر "الميزان" (2/270-272)

ثم هو يرويه عن الأسود بن قيس عن رجل مجهول

اس روایت کے تمام اسانید بہت کمزور ہیں جس کی وجہ سے امام عقیلی نے فرمایا کہ یہ متن کسی بھی ایسی سند سے منقول نہیں جس کو ثابت کہا جاسکے۔

وقد قال العقيلي: " لَا يُرْوَى هَذَا الْمَتْنُ مِنْ وَجْهٍ يَثْبُتُ "

انتہی من "الضعفاء" (3 /65) .

خلاصہ کلام

مشاجرات صحابہ تاریخ کا وہ حصہ ہے کہ جس کا انکار ممکن نہیں لیکن اس معاملے میں افراط اور تفریح سے بچنا بہت ضروری ہے اور بلا تحقیق کوئی ایسی بات کرنا نہ صرف دشمنان صحابہ کے پروپیگنڈے کو پھیلانا ہے بلکہ ناموس صحابہ پر انگلی اٹھانے کے مترادف ہے لہذا اس سے اجتناب لازم ہے اور سوال میں مذکور واقعہ اس قدر ضعیف ہے کہ اس کو بطور دلیل پیش کرنا درست نہیں۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ عبد الباقی اخونزادہ

4 اپریل 2018 کراچی

تنبیہات سلسلہ نمبر 109

اہل بیت کی محبت پر شہادت کی موت

سوال: ایک روایت سنی ہے کہ جو شخص اہل بیت سے محبت کرے گا اس کو شہادت والی موت حاصل ہوگی. اس روایت کی تحقیق مطلوب ہے.

الجواب باسمہ تعالی

یہ روایت مختلف تفاسیر میں اس آیت: {قل لا اسئلكم عليه أجرا إلا المودة في القربى} کے ذیل میں مختلف مفسرین نے ذکر کی ہے، جیسے امام قرطبی نے مختصرا اور امام زمخشری نے تفصیلا اس روایت کو نقل کیا ہے اور دیگر تمام مفسرین نے اس روایت کو زمخشری سے نقل کیا ہے.

روایت کا ترجمہ:

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی محبت کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوگا وہ شہادت کا درجہ پائے گا اور اسکی مغفرت ہوجائے گی اور وہ توبہ کرنے والوں اور کامل ایمان والوں میں شمار ہوگا اور موت کے فرشتے اور منکر نکیر اسکو جنت کی خوشخبری دینگے اور اسکو دلہن کی طرح جنت کی طرف لے جایا جائے گا اور رحمت کے فرشتے اسکی قبر کی زیارت کرینگے اور وہ اہل سنت والجماعت میں شمار ہوگا، اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے بغض کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوگا وہ قیامت کے دن اس حال میں لایا جائے گا کہ اسکی پیشانی پر "اللہ کی رحمت سے مایوس" لکھا ہوا ہوگا اور وہ کفر کی حالت میں مرے گا اور جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا.

ألا ومن مات على حب آل محمد، مات شهيداً، ألا ومن مات على حب آل محمد، مات مغفورا له، ألا ومن مات على حب آل محمد، مات تائبا، ألا ومن مات على حب آل محمد، مات مؤمنا مستكمل الإيمان، ألا ومن مات على حب آل محمد، بشره ملك الموت بالجنة، ثم منكر ونكير، ألا ومن مات على حب آل محمد، يزف إلى الجنة كما تزف العروس إلى بيت زوجها، ألا ومن مات على حب آل محمد، جعل الله زوار قبره ملائكة الرحمة، ألا ومن مات على حب آل محمد، مات على السنة والجماعة، ألا ومن

مات على بغض آل محمد جاء يوم القيامة مكتوب بين عينيه (آيس من رحمة الله) ألا ومن مات على بغض آل محمد، مات كافرا، ألا ومن مات على بغض آل محمد، لم يشم رائحة الجنة".

[ينابيع المودة (21/1، 18/2 و 88)

الصواعق المحرقة، (ص: 232) فرائد السمطين].

اس روایت کی اسنادی حیثیت:

علامہ البانی نے السلسلۃ الضعیفۃ والموضوعۃ میں اس روایت پر تفصیلی بات کی ہے کہ یہ روایت من گھڑت روایات میں سے ہے.

امام زمخشری نے اپنی تفسیر میں اس روایت کو نقل کیا ہے اور ان کے بعد تمام سنی اور شیعہ راوی اس روایت کو زمخشری کے حوالے سے نقل کرتے ہیں.

قال الألباني في "السلسلة الضعيفة والموضوعة" (579/10): باطل موضوع.

أورده الزمخشري في تفسير آية المودة هكذا بتمامه.

امام زمخشری نے یہ روایت اپنی تفسیر میں مرسلا نقل کی ہے.

وأرسلها الزمخشري في تفسير الآية من "كشافه" إرسال المسلمات.

علمائے امت کی نظر میں امام زمخشری اور ان کی تفسیر:

زمخشری خوارزم کی ایک بستی میں پیدا ہوئے، ان کا نام محمود تھا، 538ھ میں انتقال ہوا. یہ معتزلہ کے بڑے داعیوں میں سے تھے.

☆ معتزلہ وہ لوگ ہیں جو خلق قرآن کے قائل اور قیامت کے دن رؤیت باری تعالی کے منکر ہیں.

الزمخشري صاحب تفسير "الكشّاف" نسبة إلى "زَمَخْشَر" وهي قرية كبيرة من قرى "خوارزم"، واسمه محمود، وكنيته أبوالقاسم، توفي عام 538هـ، وهو من دعاة الاعتزال الكبار، والمعتزلة فرقة مبتدعة من أبرز عقائدها: القول بخلق القرآن، وبنفي رؤية الله تعالى يوم القيامة، والقول بتعطيل الصفات، والقول بتخليد مرتكب الكبيرة في النار في الآخرة إذا لقي الله تعالى ولم يتب منها أو لم يقم عليه الحد في الدنيا، وغير ذلك

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ زمخشری بڑے عالم اور معتزلہ کے بڑے ہیں اور اپنے مذہب کے داعی تھے...(اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے).

قال الذهبي رحمه الله: "الزمخشري، العلامة، كبير المعتزلة، أبوالقاسم محمود بن عمر بن محمد الزمخشري الخوارزمي النحوي، صاحب "الكشاف" و"المفصل" (في النحو). وكان داعية إلى الاعتزال، الله يسامحه. ["سير أعلام النبلاء" (151/20، 156)].

تفسیر کشاف للزمخشری:

۱. علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ ان کی تفسیر بدعات سے بھری ہوئی ہے اور معتزلہ کے طریقہ کار کے مطابق اس میں مختلف صفات باری تعالی کا انکار ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کتاب میں موضوع روایات بھی بکثرت موجود ہیں.

قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله: وأما "الزمخشري" فتفسيره محشو بالبدعة وعلى طريقة المعتزلة من إنكار الصفات والرؤية والقول بخلق القرآن، وأنكر أن الله مريد للكائنات وخالق لأفعال العباد، وغير ذلك من أصول المعتزلة... وهذه الأصول حشا بها كتابه بعبارة لا يهتدي أكثر الناس إليها ولا لمقاصده فيها، مع ما فيه من الأحاديث الموضوعة، ومن قلة النقل عن الصحابة والتابعين. ["مجموع الفتاوى" (386/1، 387)].

۲. امام ذہبی فرماتے ہیں کہ زمخشری اگرچہ نیک آدمی تھے لیکن معتزلہ کے داعیوں میں سے تھے، لہذا ان کی کتاب "کشاف" سے دور رہنے کی ضرورت ہے.

وقال الذهبي رحمه الله في ترجمة الزمخشري: صالح، لكنه داعية إلى الاعتزال (أجارنا الله) فكن حذراً من "كشَّافه". ["ميزان الاعتدال" (78/4)].

۳. زمخشری کی تفسیر کشاف ان تفاسیر میں سے ہے جن میں صحیح، ضعیف، موضوع ہر طرح کی روایات موجود ہیں، اسی وجہ سے امام زیلعی اور ان کے بعد ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کی تفسیر کی روایات کی تحقیق کی ہے اور اس (سوال میں مذکور) روایت پر موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے.

ولذلك وضع عليه الحافظ الزيلعي تخريجاً لأحاديثه، ثم لخصه الحافظ ابن حجر؛ وهو المسمى بـ"الكافي الشاف في تخريج أحاديث الكشاف". وقد حكم فيه على هذا الحديث بالوضع، فأصاب، قال (354/145/4): رواه الثعلبي: أخبرنا عبدالله بن محمد

بن علي البلخي: حدثنا يعقوب ابن يوسف بن إسحاق: حدثنا محمد بن أسلم: حدثنا يعلى بن عبيد عن إسماعيل بن قيس عن جرير بطوله.....

وآثار الوضع عليه لائحة.

ومحمد ومن فوقه أثبات.

والآفة فيه ما بين الثعلبي ومحمد.

خلاصہ کلام

یہ روایت اگرچہ تفاسیر میں نقل کی گئی ہے لیکن جیسا کہ (مذکورہ بالا تفصیل سے) معلوم ہوچکا کہ جن کتابوں میں یہ روایت مذکور ہے ان کتابوں کی محدثین کی نظر میں کوئی خاص اہمیت نہیں اور نہ ہی اس روایت کی کوئی متصل صحیح سند منقول ہے، لہذا اس روایت کو آپ علیہ السلام کی ذات کی طرف منسوب کرنا ہرگز درست نہیں ہے.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۵ اپریل ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر 110

گدھی کا دودھ

سوال: ایک جگہ سنا ہے کہ گدھی کا دودھ حرام نہیں، صرف مکروہ ہے، نیز کیا دوا کے طور پر اس دودھ کا استعمال جائز ہے؟ اس مسئلے کی پوری وضاحت مطلوب ہے.

الجواب باسمه تعالی

واضح رہے کہ دودھ کا بھی وہی حکم ہوگا جو گوشت کا حکم ہوتا ہے، لہذا جس جانور کا گوشت حلال ہے اسکا دودھ بھی حلال ہے اور جس کا گوشت حرام اسکا دودھ بھی حرام ہے، تو چونکہ گدھے کا گوشت باتفاق امت حرام ہے، لہذا گدھی کا دودھ بھی حرام ہے.

هي نجسة محرّمة عند المالكيّة والشّافعيّة والحنابلة؛ وهي مكروهة عند الحنفيّة. لكن القول الصحيح انه نجس.

راجع: حاشية ابن عابدين:(216/5)،

- ومغني المحتاج (80/1)،
- ونهاية المحتاج (227/1)،
- وكشاف القناع (195/1)،
- والمغني (587/8)،
- وجواهر الإكليل (9/1، 218)،
- والدسوقي (50/1 - 51)، (117/2)].

احناف کا راجح قول:

احناف کے ہاں گدھی کے دودھ کے بارے میں (اگرچہ بعض فقہاء نے کراہت کا قول نقل کیا ہے لیکن) راجح قول حرمت کا ہے.

ففيه عند الأحناف والشافعية روايتان، والصحيح من كلٍ أنه نجس.

قال صاحب "فتح القدير" وهو حنفي: وعن عين الأئمة الصحيح أنه نجس نجاسة غليظة لأنه حرام بالإجماع، وفي فتاوى قاضي خان: وفي طهارة لبن الأتان روايتان.

شوافع کے نزدیک بھی حرمت راجح ہے.

وقال النووي في "المجموع" وهو شافعي: وحكى الدارمي في آخر كتاب السلم في لبن الأتان ونحوها ثلاثة أوجه. الصحيح أنه نجس.

مالکیہ کے نزدیک بھی حرمت راجح ہے.

وأما المالكية، فقد قال خليل وهو يعدد الأعيان الطاهرة: ولبن آدمي إلا الميت، ولبن غيره تابع. يعني أن لبن غير الآدمي تابع للحمه، فإن كان محرم الأكل كالأتان كان لبنه نجسا.

حنابلہ کے نزدیک بھی حرمت راجح ہے.

○ أما عن الحنابلة فقد قال صاحب "الإقناع": ولبن غيرمأكول اللحم وبيضه ومنيه من غير آدمي نجس.

☆ فقہاء اور محدثین نے گدھے کے گوشت اور دودھ کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے.

- قال ابن قدامة رحمه الله: أكثر أهل العلم يرون تحريم الحمر الأهلية.
- قال أحمد: خمسة عشر من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كرهوها.
- قال ابن عبدالبر: لا خلاف بين علماء المسلمين اليوم في تحريمها. ("المغني" 324/9).
وإذا حرم لحمها حرم لبنها.
- قال ابن قدامة رحمه الله في "المغني" (325/9): وألبان الحمر محرمة، في قول أكثرهم. ورخص فيها عطاء، وطاؤوس والزهري. والأول أصح؛ لأن حكم الألبان حكم اللحمان

● دوا کے طور پر اسکا استعمال کرنا:

سوال: کیا بطور دوا اس دودھ کا استعمال جائز ہے؟

جواب: جو چیز نجس ہے اس کو بطور دوا استعمال کرنا بھی درست نہیں ہے کیونکہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے میری امت کی شفا حرام چیزوں میں نہیں رکھی.

وقال أيضا (338/9): "وَلا يَجُوزُ التَّدَاوِي بِمُحَرَّمٍ، وَلا بِشَيْءٍ فِيهِ مُحَرَّمٌ، مِثْلِ أَلْبَانِ الأُتُنِ (جمع أتان وهي أُنثى الحمار)، وَلَحْمِ شَيْءٍ مِن الْمُحَرَّمَاتِ، وَلا شُرْبِ الْخَمْرِ لِلتَّدَاوِي بِهِ؛ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "إنَّ اللهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَ أُمَّتِي فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْهَا".

آپ علیہ السلام کے سامنے جب شراب کا تذکرہ ہوا کہ اسکو بطور دوا استعمال کرنے کیلئے بناتے ہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے.

وَلأَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ذُكِرَ لَهُ النَّبِيذُ يُصْنَعُ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ: "إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ، وَلَكِنَّهُ دَاءٌ".

گدھے کی حرمت کی تاریخ:

پالتو گدھے کا گوشت ابتدائے اسلام میں حلال تھا لیکن غزوہ خیبر کے موقعے پر آپ علیہ السلام نے اس کی حرمت کا حکم فرمایا.

روى البخاري (5520) عن جابر بن عبدالله رضي الله عنهما «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، وَأَذِنَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ».

وروى البخاري (5527)

ومسلم (1936) عن أبي ثَعْلَبَةَ، قَالَ: «حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُومَ الحُمُرِ الأَهْلِيَّةِ».

☆ جو چیز حرام ہے اس کو بطور دوا استعمال کرنا بھی درست نہیں ہے.

وقال في "شرح المنتهى" (412/3): "ويحرم ترياق (دواء السموم) فيه من لحوم الحيات، أو الحمر، وتداووا بألبان حمر، وكل محرم".

- سعودی عرب کے سب سے بڑے دارالافتاء سے جب گدھی کے دودھ کو بطور دوا استعمال کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس دودھ کو بطور دوا استعمال کرنا درست نہیں.

وجاء في "فتاوى اللجنة الدائمة"(31/25): "لا يجوز التداوي بشرب ألبان الحمر الأهلية".

☆ گدھے کی حرمت پر نہ صرف امت کے فقہاء کا اجماع ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی اس پر اجماع ہے.

یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی تقریباً چودہ صحابہ کرام سے مروی ہے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

حديث عن أبي هريرة رضي الله عنه، وعن أبي ثعلبة، وعن جابر، وعن البراء بن عازب، وعن عبدالله بن عمر، وعن عبدالله بن عمرو بن العاص، وعن علي بن أبي طالب، وعن العرباض بن سارية، وعن المقدام بن معديكرب، وعن الحكم بن عمرو الغفاري، وعن خالد بن الوليد، وعن

زاهر الأسلمي وغیرہ، ان سب حضرات نے بھی گھریلو گدھے کے حرام ہونے کے بارے میں آپ ﷺ سے حدیث نقل کی ہے.

مظاہر حق:

مظاہر حق شرح مشکوۃ میں خلاصہ ذکر کیا گیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح گدھی کا گوشت حرام ہے اسی طرح اس کا دودھ پینا بھی جائز نہیں ہے.(مظاہر حق، شرح مشکاۃ، جلد:4 حدیث:34)

- **حضرت مولانا یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ:**

استاد محترم حضرت مولانا یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ:

سوال: آج کل ہمارے یہاں جس کسی کو کالی کھانسی ہو جاتی ہے تو اسے گدھی کا دُودھ پینے کا مشورہ دیا جاتا ہے، اور بہت سے لوگ ایسا کر گذرتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے مذہب میں گدھی کا دُودھ پینا تو حرام ہے، پھر کیا بطور دوائی اس کا استعمال حلال ہو جاتا ہے؟

جواب: گدھی کا دُودھ حرام ہے، اور دوائی کے طور پر بھی اس کا استعمال دُرست نہیں جبکہ حلال دوائی سے علاج ہو سکتا ہو. (آپ کے مسائل اور ان کا حل).

خلاصہ کلام

گدھی کا دودھ بلکل صراحتا حرام ہے اور جب تک کوئی حلال متبادل موجود ہو اس دودھ کو بطور دوا استعمال کرنا درست نہیں ہے، لہذا اس دودھ کے متعلق کچھ لوگوں کے جو بیانات سامنے آئے ہیں وہ محض کم علمی اور جہالت پر مبنی ہیں.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۱ اپریل ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر111

تلبینہ

سوال: رسول اللہ ﷺ کے اہل خانہ میں سے جب کوئی شخص بیمار ہوتا تھا تو حکم ہوتا کہ اس کیلئے تلبینہ تیار کیا جائے۔ پھر فرماتے تھے کہ تلبینہ بیمار کے دل سے غم کو اُتار دیتا ہے اور اس کی کمزوری کو یوں اتار دیتا ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر اس سے غلاظت اُتار دیتا ہے۔" (ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیلؑ سے فرمایا: جبرئیلؑ! میں تھک جاتا ہوں۔ حضرت جبرئیلؑ نے جواب میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ تلبینہ استعمال کریں.

آج کی جدید سائینسی تحقیق نے یہ ثابت کیا ہے کہ جو میں دودھ کے مقابلے میں دس گنا زیادہ کیلشیئم ہوتا ہے اور پالک سے بھی زیادہ فولاد موجود ہوتا ہے، اس میں تمام ضروری وٹامنز بھی پائے جاتے ہیں.

پریشانی اور تھکن کیلئے بھی تلبینہ کے استعمال کا ارشاد ملتا ہے۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ مریض کے دل کے جملہ عوارض کا علاج ہے اور دل سے غم کو اُتار دیتا ہے۔ "(بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، احمد)

جب کوئی نبی ﷺ سے بھوک کی کمی کی شکایت کرتا تو آپ اسے تلبینہ کھانے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ تمہارے پیٹوں سے غلاظت کو اس طرح اتار دیتا ہے جس طرح کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر صاف کرلیتا ہے...

کیا مذکورہ بالا تمام روایات درست ہیں؟

الجواب باسمہ تعالی

واضح رہے کہ تلبینہ کا ثبوت صحیح روایات میں موجود ہے اور آپ علیہ السلام نے اس کو پسند فرمایا ہے، لیکن اس باب میں صحیح روایات کے ساتھ ساتھ من گھڑت روایات کی اتنی آمیزش کی گئی ہے کہ اب دونوں میں تمیز مشکل ہوچکی ہے، لیکن بہر حال کوشش کرینگے کہ صحیح اور غلط کی تمیز کی جاسکے.

• تلبینہ کی تعریف:

تلبینہ: اس غذا کو جو کے آٹے سے بنایا جاتا ہے اور اس میں دودھ اور شہد ملایا جاتا ہے۔

هي حساء من دقيق الشعير بنخالته يضاف لهما كوب من الماء وتطهى على نار هادئة لمدة خمس دقائق، ثم يضاف كوب من اللبن(حليب) وملعقة عسل نحل.

• تلبینہ کی وجہ تسمیہ:

اس کو تلبینہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دودھ کی طرح سفید ہوتا ہے۔

وقد سميت تلبينة تشبيها لها باللبن في بياضها ورقتها.

تلبینہ کے متعلق صحیح روایات:

١. حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ علیہ السلام تلبینہ استعمال کرنے کا حکم فرماتے اور یہ فرماتے تھے کہ تلبینہ مریض کے غم کو بھی ختم کرتا ہے اور اس کے دل کو مضبوط کرتا ہے۔

ذكرت عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم أوصى بالتداوي بها قائلا: "التلبينة مجمة لفؤاد المريض ومذهبة للحزن". (صحيح البخاري).

٢. حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کسی رشتہ دار کے ہاں میت ہو جاتی تو مہمانوں کے جانے کے بعد ایک بڑے دیگچے میں تلبینہ پکایا جاتا اور پھر روٹی توڑ کر اس پر تلبینہ کو ڈالا جاتا اور پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ اس کو کھالو کیونکہ میں نے آپ علیہ السلام سے سنا ہے کہ تلبینہ مریض کے دل کو راحت پہنچاتی ہے اور غمگین کے غم کو دور کرتی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذَلِكَ النِّسَاءُ، ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إلا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا، أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِينَةٍ فَطُبِخَتْ، ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيدٌ فَصُبَّتْ التَّلْبِينَةُ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: كُلْنَ مِنْهَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُول: "التَّلْبِينَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيضِ، تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ". [رواه البخاري (5101) ومسلم (2216)].

۳. حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میت کے گھر والوں اور بیمار کیلئے تلبینہ کا حکم فرماتیں.

وعنها رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِينِ لِلْمَرِيضِ وَلِلْمَحْزُونِ عَلَى الْهَالِكِ، وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ التَّلْبِينَةَ تُجِمُّ فُؤَادَ الْمَرِيضِ، وَتَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ". [رواه البخاري (5365) ومسلم (2216)].

☆ امام نووی کہتے ہیں کہ مجمہ کا معنی ہے دل کو سکون دینے والا اور غم کو دور کرنے والا.

قال النووي: (مَجَمَّةٌ) وَيُقَال: (مُجِمَّةٌ) أَيْ: تُرِيح فُؤَاده، وَتُزِيل عَنْهُ الْهَمّ، وَتُنَشِّطهُ.

۴. سوال میں مذکور روایت کا حصہ: کہ یہ تمہارے پیٹوں کو غلاظت سے صاف کر دیتا ہے، جیسے تم اپنے چہرے کو پانی سے دھو کر صاف کرتے ہو.

وعن عائشة رضي الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قيل له إن فلانًا وَجِعٌ لا يطعم الطعام قال: "عليكم بالتلبينة فحسوه إياها"، ويقول: "والذي نفسي بيده إنها تغسل بطن أحدكم كما تغسل إحداكن وجهها من الوسخ".

۵. روى ابن ماجه من حديث عائشة رضي الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أخذ أحدًا من أهله الوعكُ أمر بالحساء من شعير فصُنع، ثم أمرهم فَحَسَوا منه ثم يقول: "إنه يرتو فؤاد الحزين، ويسرو فؤاد السقيم، كما تسرو إحداكن الوسخ بالماء عن وجهها". (أخرجه ابن ماجه في الطب باب التلبينة).

تلبینہ کے متعلق کمزور اور من گھڑت روایات:

روایت نمبر ۱:

جبریل میں تھک جاتا ہوں. (یہ روایت موجود ہی نہیں)

روایت نمبر ۲:

جبریل علیہ السلام نے مجھے ہریسہ کھانے کا مشورہ دیا تاکہ مجھے رات کو نماز پڑھنے میں قوت حاصل ہو.

أمرني جبريل بهريسة أشد بها ظهري لصلاة الليل أو لقيام الليل.

(نقله ابن جوزي من طريق العقيلي، وفيه محمد بن حجاج اللخمي).

وقال العقيلي: هذا حديث باطل.

أمرني جبريل بأكل الهريسة أشد بها ظهري واتقوي بها على الصلاة.

(نقله خطيب بغدادي في تاريخه)

فيه أيضا محمد بن حجاج اللخمي.

ان روایات کے باطل ہونے کی وجہ:

محمد بن الحجاج اللخمي الواسطي أبو إبراهيم:

یہ راوی صاحب ہریسہ کے نام سے مشہور ہے کہ تلبینہ اور ہریسہ کے متعلق تمام روایات کا گھڑنے والا یہی شخص ہے۔

قال البخاري: منكر الحديث.

وقال ابن عَدِي: هو وضع حديث الهريسة.

وقال الدارقطني: كذاب.

وقال ابنُ مَعِين: كذاب خبيث.

قال ابن عَدِي: وهذا مما وضعه محمد بن الحجاج.

وقال أبُوداود: ليس بثقة.

وقال أبوأحمد الحاكم: ذاهب الحديث.

وقال ابن طاهر: كذاب، وبحديث الهريسة يعرف.

فهذا من وضع محمد؛ وكان صاحب هريسة.

روایت نمبر ۳ :

آپ علیہ السلام نے جبریل امین علیہ السلام سے قلت جماع کے متعلق شکایت کی تو انہوں نے آپ علیہ السلام کو ہریسہ کھانے کا مشورہ دیا کہ اس میں چالیس مردوں کی طاقت ہے۔

(حديث مرفوع) أَخْبَرَنَا أَبُوالْحَسَنِ بْنُ مُغِيثٍ إِذْنًا، عَنْ أَبِي عُمَرَ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: نا عِيسَى بْنُ حَبِيبٍ الْقَاضِي، قَالَ: نا أَبُوالْفَضْلِ جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِالسَّلامِ، قَالَ: نا مُحَمَّدُ بْنُ جَنَّادٍ، نا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفِرْيَابِيُّ الْمَدَائِنِيُّ، قَالَ: نا عُمَرُ بْنُ بَكْرٍ السَّكْسَكِيُّ، نا أَرْطَأَةُ بْنُ الْمُنْذِرِ، نا مَكْحُولٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: شَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِبْرِيلَ قِلَّةَ الْجِمَاعِ، قَالَ: فَتَبَسَّمَ جِبْرِيلُ حَتَى تَلأْلأَ مَجْلِسُ

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَنَايَا جِبْرِيلَ، ثُمَّ قَالَ: "يَارَسُولَ اللهِ! أَيْنَ أَنْتَ مِنْ أَكْلِ الْهَرِيسَةِ، فَإِنَّ فِيهَا أَرْبَعِينَ رَجُلا".

روایت نمبر۴:

جبریل علیہ السلام میرے پاس جنت سے ہریسہ لائے جس کے کھانے سے مجھے چالیس مردوں کی طاقت حاصل ہوئی.

"أتاني جبريل بهريسة من الجنة، فأكلتها، فأعطيت قوة أربعين رجلا في الجماع".

قال الألباني في "السلسلة الضعيفة والموضوعة" (180/4): موضوع.

[أخرجه ابن عدي في "الكامل" (1/165) وعنه ابن الجوزي في "الموضوعات" (17/3)].

اس روایت کی اسنادی حیثیت:

سلام بن سلیمان (وهو المدائني الطويل):

۱. حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ متروک راوی ہے.

قال الحافظ في "التقريب": متروك.

نہشل بن سعید الوردانی:

اس کا استاد نہشل بن سعید الوردانی ہے، اس کو محدثین نے جھوٹا قرار دیا ہے.

وشيخه نهشل (وهو ابن سعيد الورداني)

قال الحافظ : متروك، وكذبه إسحاق بن راهويه.

وقال أبوسعيد النقاش: روى عن الضحاك الموضوعات.

ابن جوزی نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہا کہ نہشل جھوٹا ہے اور سلام متروک راوی ہے، ان دونوں میں سے کسی ایک نے یہ روایت محمد بن حجاج اللخمی سے چرا کر اس کے ساتھ اپنی سند لگائی ہے.

وقد أورده ابن الجوزي في "الموضوعات" من طريق ابن عدي وقال: نهشل كذاب، وسلام متروك، مرمي، وأحدهما سرقه من محمد بن الحجاج، وركب له إسنادا.

وضعه محمد بن الحجاج اللخمي، وكان صاحب هريسة، وغالب طرقه تدور عليه، وسرقه منه كذابون.

خلاصہ کلام

تلبینہ کے متعلق صحیح روایات میں صرف اس بات کا تذکرہ ہے کہ یہ غم کو زائل کرتا ہے، اور پیٹوں کو غلاظت سے پاک کرتا ہے، اس کے علاوہ کے تمام فضائل جھوٹے راویوں کی کارستانی ہے جس کی نسبت آپ علیہ السلام کی طرف کرنا بلکل بھی درست نہیں.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۶اپریل ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر112

مدینے کا حکیم

سوال: ایک واقعہ کثرت سے سننے میں آتا ہے کہ ایک حکیم مدینہ منورہ آیا اور اس نے دکان کھولی لیکن ایک سال گذر جانے کے باوجود بھی کوئی بیمار نہ ہوا تو وہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم لوگ جب تک بھوک نہ لگے نہیں کھاتے اور جب کھاتے ہیں تو خوب پیٹ نہیں بھرتے اسلئے یہاں بیماری نہیں ہے.

اس واقعے کی تحقیق مطلوب ہے.

الجواب باسمہ تعالی

سوال میں مذکور واقعہ کسی بھی مستند یا ضعیف سند سے کہیں بھی نہیں ملا، البتہ اس کے قریب قریب ایک واقعہ تاریخ کی بعض کتابوں میں بغیر سند مذکور ہے:

روم کے بادشاہ مقوقس نے ایک طبیب آپ علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تو آپ علیہ السلام نے اس کو واپس جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہم جب تک بھوک نہ لگے کھانا نہیں کھاتے اور جب مزید بھوک باقی ہو تو کھانا چھوڑ دیتے ہیں.

وقد قال بعضهم: إن المقوقس أرسل مع الهدية طبيبا، فقال له النبي: «ارجع إلى أهلك؛ نحن قوم لا نأكل حتى نجوع وإذا أكلنا لا نشبع».

اس واقعے کی اسنادی حیثیت:

یہ واقعہ سیرت حلبیہ میں بغیر سند کے نقل کیا گیا ہے لیکن کسی بھی کتاب یا مصدر کی طرف اسکی نسبت نہیں کی گئی.

برهان الدين الحلبي في "السيرة الحلبية" (295/3) من غير إسناد ولا عزو لكتب الأثر.

علامہ البانی نے اس واقعے کی نسبت حضور علیہ السلام کی طرف کرنے کو بے اصل قرار دیا ہے.

قال الشيخ الألباني رحمه الله:

"هذا القول الذي نسبه إلى النبي صلى الله عليه وسلم لا أصل له". (السلسلة الصحيحة، رقم:3942)

سعودی عرب کے سب سے بڑے ادارے "اللجنة الدائمة" سے جب سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ حدیث کے الفاظ نہیں ہیں.

وجاء في "فتاوى اللجنة الدائمة" المجموعة الثانية (224/3): هذا اللفظ المذكور ليس حديثا فيما نعلم.

شیعہ کی کتب میں اس کی نسبت آپ علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے.

سنن النبي (ص) للسيد الطباطبائي، (ص:226)

الملحقات في الأطعمة والأشربة.

1. في مقدمة طب النبي: في حديث قال صلى الله عليه وآله وسلم: نحن قوم لا نأكل حتى نجوع، وإذا أكلنا لا نشبع. (هامش (١)طب النبي صلى الله عليه وآله وسلم، المقدمة، ص:3)

اس واقعے کے مختلف پہلو:

یہ الفاظ اگرچہ سند کے لحاظ سے درست نہیں لیکن یہ مضمون صحیح روایات سے ثابت ہے.

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے برا برتن جس کو انسان بھرتا ہے وہ پیٹ ہے، انسان کیلئے تو چند لقمے کافی ہیں جن سے کمر سیدھی کرلے، اور اگر زیادہ کھانا ہو تو ایک تہائی کھانا ایک تہائی پانی اور ایک تہائی سانس کیلئے ہونا چاہیئے.

عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ؛ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَات يُقِمْنَ صُلْبَهُ؛ فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ". [رواه أحمد (16735)، والترمذي (2380)].

وقال الترمذي: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

☆ کبھی کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیٹ بھر کر کھانا کھالیا کرتے تھے.

- **حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ بھر کر دودھ پینا:**

ففي البخاري أن النبي صلى الله عليه وسلم أعطى أباهريرة لبنا فشرب، فما زال يقول: اشرب، حتى قال له: والذي بعثك بالحق ما أجد له مسلكا.

- **حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دعوت میں صحابہ کرام کا پیٹ بھر کر کھانا:**

في الصحيحين أن جابرا صنع طعاما فدعا له النبي صلى الله عليه وسلم أهل الخندق، ثم قال لجابر، ائذن لعشرة فأذن لهم فأكلوا حتى شبعوا..

مدینہ منورہ میں کسی کا بیمار نہ ہونا:

یہ دعوی بھی درست نہیں کہ مدینہ منورہ میں کوئی صحابی بیمار نہیں ہوتا کیونکہ کثرت سے ایسی روایات موجود ہیں کہ صحابہ کرام مدینہ پہنچ کر بیمار ہوئے اور آپ علیہ السلام نے مدینہ کے موسم کیلئے دعا فرمائی، اسی طرح اہل مکہ یہ کہتے تھے کہ صحابہ کو مدینہ کی آب وہوا نے کمزور کردیا تو آپ علیہ السلام نے طواف میں رمل کا حکم دیا.

خلاصہ کلام

سوال میں مذکور واقعہ اور روایت سند کے لحاظ سے درست نہیں لہذا اس کی نسبت آپ علیہ السلام کی طرف کرنا درست نہیں ہے، البتہ چونکہ یہ مضمون درست روایات سے ثابت ہے لہذا پیٹ بھر کر کھانے سے اجتناب کرنا چاہیئے.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۶ اپریل ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر 113

چہرہ انور سے کمرہ روشن ہونا

سوال: ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گھر میں سوئی سے کام کر رہی تھیں کہ ان کے ہاتھ سے سوئی گر کر کھو گئی اور اندھیرے میں سوئی مل نہیں رہی تھی کہ اچانک آپ علیہ السلام کمرے میں تشریف لائے تو پورا کمرہ منور ہو گیا اور وہ سوئی مل گئی.. اس واقعے کی تحقیق مطلوب ہے.؟

الجواب باسمہ تعالی

یہ واقعہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے:

وإنما رواه ابن عساكر في "تاريخه" (310/3) من طريق مسعدة بن بكر الفرغاني أنبأنا محمد بن أحمد بن أبي عون أنبأنا عمار بن الحسن أنبأنا سلمة بن الفضل بن عبدالله عن محمد بن إسحاق بن يسار عن يزيد بن رومان وصالح بن كيسان عن عروة بن الزبير عن عائشة قالت: "استعرت من حفصة بنت رواحة إبرة كنت أخيط بها ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فسقطت مني الإبرة فطلبتها، فلم أقدر عليها، فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فتبينت الإبرة من شعاع نور وجهه، فضحكت، فقال: "ياحميراء! لم ضحكت"؟ قلت: كان كيت وكيت، فنادى بأعلى صوته: "ياعائشة! الويل ثم الويل (ثلاثا) لمن حرم النظر إلى هذا الوجه، ما من مؤمن ولا كافر إلا ويشتهي أن ينظر إلى وجهي".

اس روایت کی اسنادی حیثیت:

یہ روایت سند کے لحاظ سے درست نہیں کیونکہ اس کا راوی مسعدۃ بن بکر الفرغانی کو امام ذہبی نے جھوٹا اور من گھڑت روایات بنانے والا راوی قرار دیا ہے.

وهذا حديث منكر باطل.

والمتهم به مسعدة بن بكر.

قال الذهبي: مسعدة بن بكر الفرغانى، عن محمد بن أحمد ابن أبي عون: بخبر كذب. [ميزان الاعتدال (98/4)]، يعني به هذا الحديث.

حافظ ابن حجر نے امام ذہبی کی تصدیق کی اور اس راوی کی اور بھی باطل روایات کا تذکرہ کیا.

وقال الحافظ ابن حجر في "اللسان" (22/6): وجدت له حديثا آخر: قال الدارقطني في غرائب مالك: حدثنا أبوسعيد مسعدة بن بكر بن يوسف الفرغاني قدم حاجا، قال حدثنا الحسن بن سفيان، قال حدثنا أبومصعب عن مالك عن نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما رفعه: "مثل المنافق مثل الشاة العائرة....." الحديث...

قال الدارقطني: هذا باطل بهذا الإسناد.

خلاصہ کلام

سوال میں مذکور واقعہ سند کے لحاظ سے بلکل بھی درست نہیں، لہذا اس کی نسبت آپ علیہ السلام کی طرف کرنا صحیح نہیں.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۸ اپریل ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر114

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا زہر پینا

سوال: مولانا احمد بھاولپوری صاحب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ کے دوران جرجا رومی کے ہاتھ سے انہوں نے زہر کی شیشی پی لی مگر ان کو کچھ نہیں ہوا۔ اس پر جرجا رومی نے کلمہ پڑھا اور پھر جہاد کیا اور صرف دو نفل پڑھ کر شہید ہو گیا... کیا یہ واقعہ مستند ہے؟

الجواب باسمہ تعالی

اس سوال میں تین امور قابل توجہ ہیں:

١. حضرت خالد کا جورجا کے ہاتھ سے زہر پینا.

٢. جورجا کا مسلمان ہونا.

٣. حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا زہر پینا.

نمبر ١ اور ٢ کا جواب:

یہ نام اصلا جورج ہے جو کہ عربی کتب میں جورجا ہو گیا ہے.

جورجا کا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو زہر دینا کسی بھی کتاب میں ثابت نہیں.

یرموک کے موقعے پر جورجا کا واقعہ مختلف تاریخی کتب میں موجود ہے لیکن سند کے لحاظ سے یہ واقعہ درست نہیں، کیونکہ اس واقعے کے راویوں پر محدثین کا کلام کافی سخت ہے.

واقعہ یرموک میں جورجا کا اسلام:

■ اس واقعے کی اسنادی حیثیت:

یہ واقعہ سند کے لحاظ سے درست نہیں، اس کی سند میں تین راوی بہت کمزور ہیں:

(١) ابوعثمان یزید بن اسید الغسانی:

اس راوی کو مجہول الحال قرار دیا گیا ہے کہ اس کے حالات معلوم نہیں ہو سکے.

- الأسم: يزيد بن أسيد.
- الشهرة: يزيد بن أسيد الغساني.
- الكنية: أبوعثمان.
- النسب: الغساني.
- الرتبة: مجهول الحال.

(II) سیف ابن عمر التمیمی:

ا. یحیی بن معین نے کہا کہ یہ ضعیف ہے، اور ایک جگہ فرمایا کہ اس میں خیر نہیں.

قال يحيى بن معين: ضعيف الحديث.

وقال أيضاً: فلا خير منه.

۲. امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ واقدی کی طرح کمزور اور متروک ہے.

وقال أبوحاتم: متروك الحديث يشبه حديثه حديث الواقدى.

۳. ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ بے حیثیت راوی ہے.

وقال أبوداود: ليس بشيء.

۴. دار قطنی کہتے ہیں کہ یہ متروک راوی ہے.

وقال البرقانى عن الدارقطنى: متروك. وفي رواية: "ضعيف".

۵. ابو حاتم بن حبان کہتے ہیں کہ یہ ثقہ لوگوں سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے.

وقال أبوحاتم بن حبان: يروى الموضوعات عن الأثبات.

٦. امام حاکم کہتے ہیں کہ اس پر زندیق ہونے کا الزام لگا ہے اور یہ ساقط الروایۃ ہے.

وقال الحاكم: اتهم بالزندقة، وهو فى الرواية ساقط

(III) شعیب بن ابراہیم الکوفی:

ا. امام ذہبی کہتے ہیں کہ سیف جب ان سے روایات نقل کرتا ہے تو اس میں جہالت ہوتی ہے (کیونکہ سیف پر وضع کی تہمت ہے).

قال الذهبي في "ميزان الاعتدال" (465/2): رواية كتب سيف عنه، فيه جهالة.

٢. ابن عدی کہتے ہیں کہ ان سے روایات زیادہ منقول نہیں اور جتنی روایات منقول ہیں ان سب میں کچھ نہ کچھ مسئلہ ہے.

وقال ابن عدي في "الكامل" (4/4): له أحاديث وأخبار، وهو ليس بذلك المعروف، ومقدار ما يروي من الحديث والأخبار ليست بالكثيرة، وفيه بعض النكرة، لأنَّ في أخباره واحاديثه ما فيه تحامل على السلف.

٣. حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا زہر پینا:

یہ واقعہ بہت ساری کتب میں مختلف اسانید کے ساتھ مختلف پیرائے سے منقول ہے.

- **پہلی روایت:**

حضرت خالد رضی اللہ عنہ جب حیرہ کے مقام پر اترے تو لوگوں نے آپ کو خبر دار کیا کہ عجم لوگوں کو زہر دے کر مارتے ہیں لہذا آپ احتیاط کیجئے، تو حضرت خالد نے زہر منگوایا اور "بسم الله الذى لا يضر مع اسمه شىء" پڑھ کر پی لیا.

(فضائل الصحابۃ لابن حنبل ج:2، ص:815)

حدثنا عبدالله قال حدثني أبي قال ثنا يحيى بن زكريا قال حدثني يونس بن أبي إسحاق عن أبي السفر قال: ثم نزل خالد بن الوليد الحيرة على بني أم المرازبة فقالوا له: احذر السم لا يسقيكه الأعاجم؛ فقال: إيتوني به؛ فأتى منه بشيء فأخذه بيده ثم اقتحمه وقال: بسم الله؛ فلم يضره شيئا.

- **دوسری روایت:**

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جنگ کے موقعے پر میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں. جب ان کے سامنے زہر لایا گیا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو بتایا گیا کہ زہر ہے... تو آپ نے بسم اللہ پڑھی اور زہر پی لیا.

(فضائل الصحابۃ لابن حنبل ج:2، ص:816)

حدثنا عبدالله قال حدثني أبي ثنا سفيان عن إسماعيل عن قيس قيل لسفيان سمعت خالدا رضي الله عنه يقول فقال: لقد اندقت في يدي يوم مؤتة تسعة أسياف فلم يبق في يدي إلا صفيحة يمانية وأتى بالسم؛ فقال: ما هذا؟ قالوا: السم؛ قال: بسم الله؛ فشربه. (قال المحقق: إسناده صحيح).

● **تیسری روایت:**

حیرہ کے موقعے پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سامنے زہر پیش کیا گیا جو انہوں نے ہتھیلی میں رکھا اور بسم اللہ پڑھ کر پی لیا.

فقد روى أبويعلى، وغيره عن أبي السفر قال: لما قدم خالد بن الوليد الحيرة، أتي بسمٍّ، فوضعه في راحته، ثم سمَّى وشربه، فلم يضره.

■ **ان واقعات کو مختلف پیرائے سے نقل کرنے والے محدثین:**

١. قد أخرجها أيضا أحمد بن حنبل في فضائل الصحابة.
٢. الطبراني في المعجم الكبير.
٣. الأصفهاني في معرفة الصحابة.
٤. ابن أبي شيبة في المصنف.
٥. اللالكائي في كرامات الأولياء.
٦. ابن عساكر في تاريخ دمشق من عدة طرق.
٧. الامام الذهبي.
٨. شيخ الإسلام ابن تيمية.
٩. ذكر محقق كتاب الفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطان أن سندها حسن لغيره.

● **چوتھی روایت:** (یہ سب سے تفصیلی روایت ہے)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب یمامہ کی جنگ سے لوٹے تو ان کے لشکر نے حیرہ اور نہر کے درمیان پڑاؤ ڈالا اور اہل حیرہ اپنے قلعوں میں بند ہو گئے جن کا نام قصر أبیض اور قصر ابن بقیلہ تھا، مختصر یہ کہ انہوں ایک شخص کو بھیجا جس کا نام عبد المسیح بن عمرو تھا اور اس کی عمر ساڑھے تین سو (350) سال تھی.

وہ جب آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں فوری طور پر مارنے والا زہر موجود تھا تو حضرت خالد نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ زہر قاتل ہے.

حضرت خالد نے وہ زہر لیا اور "بسم الله الذى لا يضر....." پڑھ کر زہر پی لیا، حضرت خالد پر بے ہوشی طاری ہونے لگی تو انہوں اپنی ٹھوڑی اپنے سینے پر ماری جس سے پسینہ آیا اور طبیعت بحال ہو گئی.

ابن بقیلہ اپنی قوم کے پاس جاکر کہنے لگا یہ تو انسان نہیں بلکہ کوئی جن ہے جو زہر قاتل پی کر بھی زندہ ہے، ان سے صلح کرلو... (مختصرا)

لما انصرف خالد بن الوليد من اليمامة ضرب عسكره على الجرعة التي بين الحيرة والنهر، وتحصن منه أهل الحيرة في القصر الأبيض، وقصر ابن بقيلة، فجعلوا يرمونه بالحجارة حتى نفذت، ثم رموه بالخزف من آنيتهم، فقال ضرار بن الأزور: ما لهم مكيدة أعظم مما ترى، فبعث إليهم ابعثوا إلي رجلًا من عقلائكم أسائله، ويخبرني عنكم، فبعثوا إليه عبدالمسيح بن عمرو بن قيس بن حيان بن بقيلة الغساني، وهو يومئذ ابن خمسين وثلاثمائة سنة، فأقبل يمشي إلى خالد... قال: ومعه سم ساعة يقلبه في يده، فقال له: ما هذا معك؟ قال: هذا السم، وما تصنع به؟ قال: أتيتك فإن رأيت عندك ما يسرني وأهل بلدي حمدت الله، وإن كانت الأخرى لم أكن أول من ساق إليهم ضيمًا وبلاء فآكله وأستريح، وإنما بقي من عمري يسير، فقال: هاته، فوضعه في يد خالد، فقال: "بسم الله وبالله رب الأرض ورب السماء الذي لا يضر مع اسمه داء" ثم أكله، فتجلته غشية، فضرب بذقنه على صدره، ثم عرق وأفاق، فرجع ابن بقيلة إلى قومه، فقال: جئت من عند شيطان أكل سم ساعة فلم يضره، أخرجوهم عنكم، فصالحوهم على مائة ألف..."إلخ.

■ اس واقعے کی اسنادی حیثیت:

اس واقعے کو بہت سارے محدثین نے نقل کیا ہے، بعض اسناد صحیح ہیں اور بعض کمزور ہیں جس کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ واقعہ حسن درجے میں ثابت ہے.

■ اس واقعے کو استدلال کے طور پر ذکر کرنے والے اکابر:

١. قال شيخ الإسلام ابن تيمية: من السلف من يأتي بالآيات دلالة على صحة الاسلام، وصدق الرسول، كما ذكر أن خالد بن الوليد شرب السم.
٢. الإمام أحمد في فضائل الصحابة (ولم يستنكرها).
٣. الحافظ الطبراني كما ذكر ذلك الهيثمي في المجمع.
٤. الحافظ أبويعلى في مسنده.
٥. اللاكائي في كتابه: كرامات أولياء الله عزوجل.

٦. ابن عساكر في تاريخ دمشق.
٧. الحافظ ابن حجر في تهذيب التهذيب.
٨. الحافظ ابن حجر في فتح الباري.
٩. الحافظ الذهبي في سير أعلام النبلاء.
١٠. الحافظ الهيثمي في مجمع الزوائد.
١١. الحافظ بدر الدين العيني في عمدة القاريء.
١٢. أخرجه عنه أبونعيم (الخصائص للسيوطي 349/2).
١٣. ابن عساكر في تاريخه. (تهذيب ابن عساكر: 106/5) أيضا وإسناده صحيح متصل.

امام ذہبی نے اس واقعے کو نقل کیا ہے اور فرمایا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بہت سارے مناقب ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کا نام لے کر زہر پی لیا.

قال الإمام الذهبي في تاريخ الإسلام: مناقب خالد كثيرة ساقها ابن عساكر، من أصحها ما رواه ابن أبي خالد، عن قيس بن أبي حازم قال: رأيت خالد بن الوليد أتي بسم؛ فقال: ما هذا؟ قالوا: سم، فقال: "بسم الله" وشربه.

خلاصہ کلام

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا زہر پینا صحیح روایات سے ثابت ہے، البتہ جورجا نام کے عیسائی سے لے کر پینا اور پھر اس جورج کا مسلمان ہونا اور اسی لڑائی میں شہید ہونا یہ واقعہ سند کے لحاظ سے درست نہیں ہے.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۲۷ اپریل ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر115

جنت کے ٹھکانے کی زیارت

سوال: ایک روایت نقل کی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ہزار بار درود شریف پڑھے تو وہ اس وقت تک نہ مرے گا جب تک کہ جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے...اور بعض بیانات میں سنا ہے کہ یہ فضیلت جمعے کے دن ہزار بار درود شریف پڑھنے کی ہے... اس روایت کی تحقیق مطلوب ہے.؟

الجواب باسمه تعالی

یہ روایت مختلف کتب میں منقول ہے:

- "من صلى عليَّ ألفَ صلاة لم يمت حتى يبشر بالجنة".

■ اس روایت کی اسنادی حیثیت:

اس روایت کو علامہ سخاوی نے ابو شیخ الاصبہانی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس روایت پر منکر ہونے کا حکم لگایا ہے اور یہی قول علامہ ابن حجر سے بھی نقل کیا ہے.

هذا الحديث رواه أبوالشيخ الأصبهاني كما عزاه إليه السخاوي في "القول البديع" (95)، وحكم عليه بالنكارة، ونقل الحكم بنكارته أيضا عن الحافظ ابن حجر.

● جمعے کے دن ہزار بار درود شریف پڑھنا:

- حديث: "من صلى علي في يوم الجمعة ألف مرة؛ لم يمت حتى يرى مقعده من الجنة".

یہ روایت سند کے لحاظ سے بہت کمزور ہے.

اس کی سند میں دو راوی متکلم فیہ ہیں:

١. الحكم بن عطية العيشي البصري.

اس راوی کے بارے میں محدثین کی ملی جلی رائے ہے:

١. امام احمد فرماتے ہیں: لا باس به، البتہ ابوداود نے اس راوی سے منکر روایات نقل کی ہیں.

قال أحمد: لا بأس به إلا أن أباداود روى عنه أحاديث منكرة.

٢. ابن معین اس کو ثقہ قرار دیتے ہیں.

وقال الدوري وغيره عن ابن معين: ثقة.

٣. امام بخاری اس کا ضعف نقل کرتے ہیں.

وقال البخاري: كان أبو الوليد يضعفه.

٤. امام ترمذی نے اس کا ضعف نقل کیا ہے.

وقال الترمذي: قد تكلم فيه بعضهم.

٥. امام نسائی کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں ہے.

وقال النسائي: ليس بالقوي.

وقال مرة: ضعيف.

٦. ابن حبان کہتے ہیں کہ ابو ولید اس کے بارے میں سخت رائے رکھتے تھے اور "حکم" بعض اوقات اتنے وہم میں پڑتا تھا کہ گویا من گھڑت روایات نقل کررہا ہے.

وقال ابن حبان: كان أبو الوليد شديد الحمل عليه وكان الحكم لا يدري ما يحدث به فربما وهم في الخبر حتى يجيء كأنه موضوع فاستحق الترك.

وقال البزار: لا بأس به.

٢. محمد بن عبدالعزیز بن المبارک الدینوري:

١. اس راوی کو منکر الحدیث کہا گیا.

أكثر عنه أحمد بن مروان في المجالسة له وهو منكر الحديث ضعيف.

٢. ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی روایات منکر ہیں، یہ راوی ثقہ نہیں ہے اور یہ روایات میں مصیبتیں لانے والا ہے.

ذكره ابن عَدِي وذكر له مناكير عن موسى بن إسماعيل ومعاذ بن أسد وطبقتهما وكأنه ليس بثقة يأتي ببلايا.

اس راوی کی بعض من گھڑت روایات:

ومن موضوعاته على قتادة، عَن أَنس رضي الله عنه: كان نقش خاتم النبي صلى الله عليه وسلم "صدق الله".

امام ابن عدی نے اس کی بعض روایات نقل کی ہیں اور فرمایا کہ یہ باطل ہیں اور اس کے علاوہ بھی اس کی بہت سی منکر روایات موجود ہیں.

وَأورَدَ له ابن عَدِي أحاديث قال في بعضها: باطل بهذا الإسناد ثم قال: وله غير ما ذكرت من المناكير.

اس روایت کی پہلی سند:

رواه ابن سمعون في "الأمالي" (1/172) عن محمد بن عبدالعزيز الدينوري: أخبرنا قرة بن حبيب القشيري: أخبرنا الحكم بن عطية عن ثابت عن أنس بن مالك مرفوعاً.

• ومن هذا الوجه: أخرجه ابن شاهين في "الترغيب والترهيب" (ق 2/261)؛ وإليه عزاه المنذري (281/2).

اس روایت کی دوسری سند:

لكن رواه الأصبهاني في "ترغيبه" (ص: 234) من طريق محمد بن عبدالله بن محمد بن سنان القزاز البصري: أخبرنا قرة بن حبيب به.

ومحمد بن عبدالله بن محمد؛ لم أعرفه، ولعل الأصل: "...عن محمد بن سنان"؛ فإن محمد بن سنان القزاز البصري معروف، وهو ضعيف.

اس سند میں محمد بن سنان القزاز البصری ضعیف ہیں.

• اس روایت کے بارے میں علامہ سخاوی کا قول:

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے القول البدیع میں اس روایت کے تمام طرق اور اسکے نقل کرنے والے تمام اکابرین کا ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ یہ روایت میرے شیخ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک اور میرے نزدیک بھی منکر روایت ہے.

وقال السخاوي في "القول البديع" (ص 95): رواه ابن شاهين في "ترغيبه" وغيره، وابن بشكوال من طريقه، وابن سمعون في "أماليه"؛ وهو عند الديلمي من طريق أبي الشيخ الحافظ، وأخرجه الضياء في "المختارة". وقال: لا أعرفه من حديث الحكم بن عطية.

قلت (أي السخاوي): وقد رواه غير الحكم، وأخرجه أبوالشيخ من طريق حاتم ابن ميمون عن ثابت؛ ولفظه: "لم يمت حتى يُبَشَّرَ بالجنة".

وبالجملة فهو حديث منكر، كما قاله شيخنا يعني الحافظ ابن حجر العسقلاني رحمه الله.

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کی بھی یہی تحقیق ہے۔

وينظر: تحقيق "جلاء الأفهام" لابن القيم (ص:61،64).

■ موت سے پہلے جنت کی خوشخبری کا مطلب:

ایسی روایات جن میں موت کے وقت خوشخبری کا تذکرہ ہے ان روایات پر علمائے مفسرین اور محدثین کے اقوال:

• حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیت میں {تتنزل علیھم الملائکۃ} کا مطلب مجاہد سدی اور دیگر مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ فرشتے مؤمن سے کہیں گے کہ تم آخرت کے بارے میں فکر مت کرو اور دنیا میں جو کچھ چھوڑ کر جارہے ہو اس پر غم مت کرو، ہم تمہارے بعد ان کی خبر گیری کرینگے اور تم کو اس جنت کی خوشخبری ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے اور اس مردے کو اچھائی کے حصول کی خوشخبری اور مصیبتوں کے خاتمے کی خوشخبری سنائینگے۔

جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ فرشتے مردے سے کہیں گے: اے پاک روح! اس پاک جسم سے نکلو اپنے مہربان اور راضی رب کی طرف۔

- قال الحافظ ابن كثير رحمه الله: وقوله تعالى: {تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ} قَالَ مُجَاهِدٌ وَالسُّدِّيُّ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَابْنُهُ: يَعْنِي عِنْدَ الْمَوْتِ قَائِلِينَ أَلَّا تخافُوا.

- قَالَ مُجَاهِدٌ وَعِكْرِمَةُ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ: أَيْ مِمَّا تُقْدِمُونَ عَلَيْهِ مِنْ أَمْرِ الآخرة وَلا تَحْزَنُوا عَلَى مَا خَلَّفْتُمُوهُ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا مِنْ وَلَدٍ وَأَهْلٍ وَمَالٍ أَوْ دَيْنٍ فَإِنَّا نَخْلُفُكُمْ فِيهِ، وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ فَيُبَشِّرُونَهُمْ بذهاب الشر وحصول الخير.

- وهذا كما جاء في حديث البراء رضي الله عنه قال: أَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُولُ لِرُوحِ الْمُؤْمِنِ: اخْرُجِي أَيَّتُهَا الرُّوحُ الطَّيِّبَةُ فِي الْجَسَدِ الطَّيِّبِ كُنْتِ تَعْمُرِينَهُ؛ اخْرُجِي إِلَى روح وريحان ورب غير غضبان.

■ جمعے کے دن درود شریف کی فضیلت:

جیسے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے بہترین ایام میں سے جمعے کا دن ہے پس اس دن کثرت سے درود شریف پڑھو کیونکہ تمہارے درود مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں.

صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کا جسم اطہر تو بوسیدہ ہوچکا ہوگا پھر بھی آپ پر درود شریف کیسے پیش کیا جاتا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر حرام کردیا ہے.

إن خير أيامكم يوم الجمعة، فأكثروا من الصلاة علي فيها، فإن صلاتكم معروضة علي، قالوا: يارسول الله! كيف تعرض عليك وقد أرمت؟ (يعني بليت)، قال: إن الله قد حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء".

خلاصہ کلام

سوال میں مذکور روایت اگرچہ سند کے لحاظ سے درست نہیں ہے البتہ یہ مضمون درست روایات سے ثابت ہے کہ درود شریف کا عام ایام میں پڑھنا باعث خیر وبرکت ہے اور جمعے کے دن تو خصوصی طور پر درود شریف پڑھنے کی ترغیب موجود ہے.

لہذا اس فضیلت کے بیان کئے بغیر عمومی طور پر درود شریف کی ترغیب دی جاسکتی ہے.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۲۹ اپریل ۲۰۱۸

تنبیہات سلسلہ نمبر116

پشتون کی تاریخ اور قیس عبد الرشید

سوال: حضرت محترم مفتی صاحب!

آپ کی تحریر دین اسلام، واٹس ایپ گروپ پر حضرت خالد بن ولید کی جورجا کے سامنے زھر پینے کے متعلق پڑھی جس سے علم میں اضافہ ہوا...

حضرت! اس بارے میں مطلع فرمائیں کہ:

ایک روایت کے مطابق حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور جناب قیس بن عبد الرشید کے صاحبزادے کے نکاح کے بعد جو نسل چلی وہ آج کل پٹھان کہلاتے ہیں، کیا یہ بات درست ہے؟

اس کے بارے میں تحقیق مطلوب ہے.؟

(سائل: محمد اکبر آغا)

الجواب باسمه تعالی

واضح رہے کہ اگر کسی شخص یا واقعے کی نسبت آپ علیہ السلام کی ذات کی طرف کی جائے تو اسکا صحیح ہونا بھی ضروری ہے اور اس کیلئے لازم ہے کہ اس واقعے کا ثبوت صحیح سند کے ساتھ مستند کتابوں میں موجود ہو.

- **قیس عبد الرشید:**

کیا قیس المعروف عبد الرشید ایک خیالی شخص ہے یا حقیقی شخص ہے؟

اس بات پر تاریخ دانوں کے درمیان اختلاف موجود ہے لیکن تاریخ اسلام اور صحیح روایات اس شخص کے صحابی ہونے کے منکر ہیں، کیونکہ نہ اس نام کے کوئی صحابی حضور علیہ السلام کے زمانے میں موجود رہے ہیں اور نہ ہی ان کی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے شادی ثابت ہے.

- **قیس عبد الرشید کے متعلق تاریخی روایات:**

پٹھانوں کی روایات میں قیس عبد الرشید (عرف پٹھان) کو ایک مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اس کی وجہ ان کو پٹھانوں کا مورث اعلیٰ قرار دینا ہے۔ انیسویں صدی تک افغان مؤرخین ان کے حقیقی شخص ہونے پر زور دیتے رہے لیکن اس کے بعد افغان سرکاری مؤرخین اور انگریز مؤرخین قیس کو ایک خیالی موجود قرار دینے لگے.

- بعض روایات کے مطابق قیس عبد الرشید، نبی محمد ﷺ کے ایک پشتون صحابی تھے.

عبد الرشید وہ پہلے پشتون تھے جنہوں نے مدینہ حاضر ہو کر وہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی، اسلام قبول کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی.. (بعض روایات میں عصا عطا کرنے کا بھی ذکر ہے).

پشتون اصلا یہودی قبائل سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے ساتویں صدی عیسوی میں اسلام قبول کیا.

أكد أحد كبار العلماء المختصين في التاريخ الأفغاني أن قبائل الباشتون في أفغانستان وباكستان والهند تنحدر من أصول يهودية وأنها اعتنقت الإسلام في القرن السابع الميلادي عندما التقى زعيمهم امارول قيس بالنبي محمد في الجزيرة العربية.

حضور علیہ السلام نے قیس کو بتایا کہ تم طالوت بادشاہ کی نسل میں سے ہو اسلئے ملک کا لقب عطا کیا.

وقال أباسين يوسف زئى: اجتمع النبي محمد مع قيس وقال له: أنت تنحدر من نسل الملك طالوت ثم أطلق عليه لقب الملك".

- قیس عبد الرشید غور افغانستان میں پیدا ہوا اور حضور علیہ السلام کی خبر پر قوم نے ان کو مدینہ بھیجا جہاں خالد بن ولید نے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور آپ علیہ السلام نے قیس کا یہودی نام بدل کر عبد الرشید رکھا.

وأوضح يوسفزاي أن "قيس ولد في اقليم غور في أفغانستان الحالية، وما أن سمع بظهور الإسلام، حتى أرسلته قبيلته إلى المدينة المنورة في الجزيرة العربية حيث أصبح مسلما بعد أن قدمه للنبي القائد الشهير خالد بن الوليد"... وأضاف "عند ذاك قال النبي ان قيس اسماً يهودياً فغيره إلى عبدالرشيد" حسب تعبيره.

- **قیس عبد الرشید کی خالد بن ولید کی بیٹی سے شادی:**

سب سے پہلے اس بات کو مشہور کیا گیا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پشتون تھے اور آپ علیہ السلام نے ان سے پشتو میں بات بھی کی، لیکن جب یہ بات واضح کی گئی کہ خالد بن ولید تو اصلا عرب تھے اور انکا پورا قبیلہ عرب تھا تو یہ کہانی بنائی گئی کہ قیس عبد الرشید کی شادی خالد بن ولید کی بیٹی سے ہوئی تو گویا پٹھان کسی نہ کسی طرح خالد بن ولید کی نسل میں سے ہیں.

- **خالد بن ولید کی اولاد کا قندھار جانا:**

پشتو تاریخ میں ایک اور نسبت سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے رشتہ جوڑنے کی کوشش کی گئی ہے کہ خالد بن ولید کی اولاد میں سے سلیمان بن خالد کی اولاد نے قندھار کو اپنا مستقر بنایا، جب ان میں سے ایک خالد بن عبد اللہ کو کابل کا والی بنایا گیا اور پھر معزول کیا گیا لیکن انہوں نے اسی جگہ رہنے کو ترجیح دی اور یوں ان کی نسل وہیں سے آگے چلی اور سلیمان خیل اور بنگش کے نام سے مشہور ہوئی.

إن قصة السليمانيين المخزومين هي إحدى هذه القصص، لقد هاجر هؤلاء الخوالد القرشيين لخراسان وفارس منارة العلم الشرقية واستوطنوا حاضرة العالم قندهار قبل أن يبدأوا قصة العودة المليئة بالتضحيات ليستقروا بمكة حيث ولد جدهم البطل وسيف الله المسلول خالد بن الوليد.

ويشير كتاب حياة الأفغان في الفصل الثالث، القسم الثاني، صفحة 52، وفي معرض حديث الكاتب عن الفتوحات الإسلامية إلى أن أساس هجرة السليمانيين كان في العام 72هـ حين عين أحدهم وهو عبدالله بن خالد واليا لكابل خلفا لعبيدالله بن زياد الذي ولاه عامل خراسان كابل ولكن أهلها ثاروا ضده وسجنوه مما حدى بطلحة بن عبيدالله أن يرسل من يدفع فديه 500000 درهم لفك أسر الوالي ثم قاتل الثوار في كابل وغور وهرات منهيا حملته بتعيين خالد بن عبدالله المخزومي كوال لكابل وهو من ذرية خالد بن الوليد إلا أن عامل خراسان سرعان ما عزله فآثر خالد ألا يعود وأستقر هو عائلته بمدينة زرمات ومنه نسل خوالد أفغانستان ومن ثم البنقش.

- **تاریخی حقائق:**

تاریخ کی مستند کتابیں ان سب باتوں کا انکار کرتی ہیں اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نسل کے ختم ہونے کی خبر دیتی ہیں.

وقد انقرض ولد خالد بن الوليد فلم يبق منهم أحد، ورثهم أيوب بن سلمة دارهم بالمدينة. (نسب قريش، ص:328، تهذيب التهذيب، ج:3، ص:130)

وقد أخذ هذا عنه القول ابن أخيه الزبير بن بكار (172. 256ھ) فقال: وقد انقرض ولد خالد بن الوليد فلم يبق منهم أحد، وورث أيوب بن سلمة دورهم بالمدينة.

- أسد الغابة (ج:2، ص:66).
- تاريخ دمشق (ج:18، ص: 155).
- تهذيب الكمال (ج:8، ص: 175).
- اللباب في تهذيب الأنساب (ج: 3، ص:266)]

خلاصہ کلام

قیس عبدالرشید نامی کسی صحابی کا وجود یا ان کا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا یا خالد بن ولید کی بیٹی سے شادی کرنا کسی بھی صحیح، مستند یا ضعیف روایات سے ثابت نہیں، لہذا پشتون قوم کے بارے میں جتنی بھی باتیں ہیں یہ سب تاریخی تخمینے اور اٹکل ہیں جن کی حقیقت اللہ رب العزت ہی بہتر جانتے ہیں.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۸ مئی ۲۰۱۸